مصنف

شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا غلام علی قادری اشرفی اوکاڑوی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲۸

نام کتاب: التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر

مصنف: حضرت علامہ مولانا غلام علی قادری اشرفی اوکاڑوی علیہ الرحمہ

تعداد: ۲۰۰۰

صفحات: ۶۴

سن اشاعت: جنوری ۲۰۰۵ء

مفت ملنے کا پتہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

مرکزی دفتر: نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی، فون: 2439799

جمعیت اشاعت اہل سنت ایک خالصتاً مذہبی ادارہ ہے جس کے قیام کا مقصد مسلک اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ کی خدمات اور ان کے بنائے گئے اصولوں کو عوام الناس میں متعارف کرنا ہے چاہے وہ کتب کی اشاعت کے ذریعے ہو یا درس و تدریس و اجتماعات و محافل کے ذریعے ہو، بحمد اللہ تعالیٰ ان تمام امور میں جمعیت بھی اس فہرست میں شامل ہے جن کو امت محمدیہ ﷺ کی تبلیغ کے لئے رب ذوالجلال نے منتخب کیا۔

زیر نظر کتابچہ دراصل ''اشرف الرسائل'' میں دیگر رسائل کے ساتھ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا، چونکہ یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے جو عوام بالخصوص خواص کے لئے مفید ہے اس لئے اسے کتابی صورت میں الگ شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ امید رکھتا ہے کہ جس طرح ہماری اشاعت کردہ کتب کو عوام و خواص نے سراہا اسے بھی سراہیں گے۔

ادارہ

فہرست

مسئلہ تکفیر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

اما بعد

یہ مقالہ بہدایت قبالہ محبی ومخلصی محترم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری اور عزیز بکرم الحاج اختر شاہ جہاں پوری اور دیگر احباب کی فرمائش پر تحریر کیا گیا ہے۔

اس مقالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز نے جن اکابر دیو بندی تکفیر کی ہے وہ بالکل برحق ہے دیو بندیوں کی وہ عبارات صریح کفر اور گستاخی ہیں ہرگز مؤول نہیں ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی مندرجہ حسام الحرمین انفرادی نہیں بلکہ اتفاقی ہیں اکابر علماء عرب وعجم نے اعلیٰ حضرت کے ان فتاوی کی تصدیق وتوثیق فرمائی ہے فقیر نے سردست اس مقالہ میں اولاً تو چند مسلمہ اصول نقل کئے ہیں جو مسئلہ تکفیر کو صحیح طور پر سمجھنے میں ضروری مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں بعد ازاں مسئلہ ختم نبوت میں امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ بیان کیا ہے پھر کتاب وسنت سے اس کا ثبوت قطعی اس کے بعد تحذیر الناس کی عبارات کفریہ مع ان کی شرح کے بیان کی گئی ہیں اور آخر میں ان تمام تاویلات فاسدہ کاسدہ کا تفصیلی طور پر پوسٹ مارٹم کیا ہے جو دیو بندی مناظرین اور محررین نے نانوتوی کی عبارات کو کفر سے بچانے کے لئے بے جا طور پر بیان کی ہیں اور وہ تاویلات حقیقت میں تمام دیو بندی علماء کی محنت اور کاوش کا آخری نتیجہ ہیں اسی لئے مولوی محمد منظور سنبھلی نے ان تحریفات اور مردودات کا نام بھی معرکۃ القلم المطلب یہ فیصلہ کن مناظرہ رکھا ہے یہ مقالہ فی الحال مجموعہ انوار الرضا کے لئے مرتب کیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اس میں باقی عبارات دیو بندیہ کی تفصیلی بحث شامل کی جائیگی اور الگ بھی اس کو شائع کیا جائیگا۔ (الحمد للہ جمعیت اشاعت اہلسنت کو یہ سعادت حاصل ہوئی، ادارہ)

احقر الافقر غلام علی القادری غفرلہ ولوالدیہ ولمشائخہ اوکاڑا

مسئلہ تکفیر کے متعلق چند مسلمہ اصول

کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے:

نہ علماءِ اسلام جلد باز ہیں نہ فروعی اور ظنیات اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرتا ہے بلکہ جب تک آفتاب کی طرح کفر ظاہر نہ ہو جائے یہ مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی حتی الوسع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے تو علماءِ اسلام مجبور ہیں۔ جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اس طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے[1]۔ علماء نے بہت احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو پھر بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا ہے۔

(۱) ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے؟ جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے؟[2]

(۲) انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے[3]۔

(۳) احتیاط جیسے کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بتایا حالانکہ کفر کفر ہے اسلام اسلام ہے اس مسئلہ کو مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر ضروریات دین ہو، اسے کافر کہا جائے، کیا منافقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے؟ پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھتے تھے؟ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت اہل قبلہ نہ تھے؟ انہیں بھی مسلمان کہو گے؟[4]

[1] اشد العذاب، ص ۲۔

[2] اشد العذاب، ص ۲-۳۔

[3] اشد العذاب، ص ۹۔

[4] اشد العذاب، ص ۹، احسن البیان، محمد ادریس کاندھلوی، کفر و ایمان، مفتی محمد شفیع۔

(۴) جو کافر اور مرتد کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے[1]۔

(۵) دیوبندی مناظر کا اعتراف حقیقت، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ بالکل صحیح ہے چنانچہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی لکھتے ہیں: بعض علماءِ دیوبند کو خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے (جیسا کہ قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے) چوپائے و مجانین کے علم کے برابر کہتے ہیں (جیسا کہ حفظ الایمان میں تھانوی کی عبارت) شیطان کے علم کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم سے زائد کہتے ہیں تمام علماءِ دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں[2]۔

اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماءِ دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علماءِ دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے جیسے علماءِ اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماءِ اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خو کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے[3]۔

(۶) کلمات کفر بکنے والا جب تک اپنے ان کفریات سے توبہ نہ کرے اس کا دعویٰ اسلام بیکار ہے۔ دربھنگی اس اشد العذاب میں لکھتا ہے۔

مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا

[1] اشد العذاب، ص ۴، اکفار الملحدین، ص ۳، کفر و ایمان، ص ۴، احسن البیان۔

[2] اشد العذاب، ص ۱۲-۱۳

[3] اشد العذاب ۱۳-۱۴۔

صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو پہلی عبارات مفید نہیں، جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھائیں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے کئے ہیں وہ غلط ہیں، صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دے کر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں ورنہ ویسے تو مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں اس وجہ سے مسلمان دھوکے میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے قائل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں، قرآن کو بھی مانتے ہیں لیکن معنی وہ نہیں جو قرآن وحدیث نے بتلائے ہیں معنی ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے لہٰذا جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں
(اشد العذاب، ص ١۵)

اب دیوبندی مناظر کی اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر مرزا اور مرزائیوں کی جگہ علماء دیوبند اور دیوبندی رکھ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندیوں کا ختم نبوت اور قرآن پاک کو ماننے کا دعویٰ اس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ یہ اپنی عبارات کفریہ سے توبہ نہ کریں۔

(۷) کیا بغیر قصد وارادہ کے بھی حکم کفر عائد ہوگا؟

اگر کوئی شخص عمداً کلمات کفر بکے اور بعد میں یہ کہہ دے کہ میری نیت توہین کی نہیں تھی تو اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس پر کفر عائد ہوگا اگر اس قسم کا عذر قابل قبول ہو تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی بڑے سے بڑے گستاخ کو بھی جب کہا جائے گا کہ تو نے کفر کیا ہے گستاخی کی ہے شان رسالت میں صریح توہین کی ہے تو وہ جواب میں کہہ سکے گا کہ میری نیت توہین کی نہیں تھے دیکھئے اگر کوئی شخص دوسرے کو گالی دے کہ ''اے ولد الحرام'' اور وہ جوتا لیکر اس کے سر پر سوار ہو جائے تو کیا صریح گالی دینے والا یہ کہہ کر بچ سکتا ہے کہ میری نیت گالی کی نہیں تھی دیکھو قرآن کریم میں المسجد الحرام موجود ہے حرام حرمت اور عزت سے ماخوذ ہے لہٰذا علماء اسلام نے اس مسئلہ میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ:

''اذا لمدار فی الحکم بالکفر علی الظواهر ولا نظر للقصود والنیات ولا نظر لقرائن حاله۔ یعنی، اسلئے کہ کفر کے حکم کا دارومدار ظواہر پر ہے ارادوں اور نیتوں اور قرائن حال پر نہیں۔''

(الاعلام بقواطع الاسلام علی ہامش الزواجر جلد دوم ص ١۴٨، اکفار الملحدین ص ٧٢)

ایسے ہی انور شاہ صاحب کشمیری نے اکفار الملحدین ص ٨٦ پر لکھا ہے:

''وقد ذکر العلماء التهور فی عرض الأنبیاء وان لم یقصد السب کفر
یعنی، اور علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت اور دلیری کفر ہے اگرچہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو''

دیوبندیوں کا مطاع رشید احمد گنگوہی خود لطائف رشیدیہ ص ٢۴ پر لکھتا ہے:

''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے'' (شہاب ثاقب ص ۲١)

ان عبارات مذکورہ کو پیش نظر رکھ کر تھانوی کے اس منافقانہ عذر لنگ کا جائزہ لیں جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا تو میری مراد یہ کیسے ہو سکتی ہے؟ ہاں جناب آپ کی مراد ہو یا نہ ہو یہ مضمون خبیث ہے جو حفظ الایمان میں آپ نے لکھا ہے گستاخی اور توہین کے لئے الفاظ کو دیکھا جاتا ہے قائل کی مراد نہیں دیکھی جاتی خود تھانوی لکھتا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے (جو تھانوی نے کہی ہے) میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں (بسط البنان)

(٨) تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وتوہین کفر ہے۔

شرح شفاء میں ہے محمد بن سحنون نے فرمایا کہ:

''اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی الله علیه وسلم المستنقص له کافر ومن شك فی کفره وعذابه کفر'' یعنی تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاتم اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے

میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(شرح الشفا ملا علی القاری ص ۳۹۳، ج ۲، اکفار الملحدین، اشد العذاب، ۵۱)

(۹) صریح کلام میں تاویل مقبول نہیں ہوتی۔

"قال حبیب بن الربیع ادعا التاویل فی لفظ صراح لا یقبل" حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ صریح لفظ میں ادعائے تاویل مقبول نہیں ہے (نسیم الریاض، ص ۳۷۸، ج ۴، اکفار الملحدین ص ۹۳، شرح شفا، القاری ص ۳۹۷، ج ۲، احسن البیان ص ۷۰)

(۱۰) حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا، ماننا ضروریات دین سے ہے۔

"قال فی الا شباہ فی کتاب الیتسیر اذا لم یعرف ان محمدا علیہ السلام آخر الانبیاء فلیس بمسلم لأنہ فی الضروریات" جو شخص حضور علیہ السلام کو آخر الانبیاء نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہے اس لئے کہ حضور کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے۔

(۱۱) ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہیں کرتی۔

"ان التاویل فی ضروریات الدین لا یدفع القتل بل لایدفع الکفر" (اکفار الملحدین ص ۶۵) "والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر" یعنی، بلکہ تاویل فاسد مثل کفر کے ہے۔ (حاشیہ علامہ سیالکوٹی علی الخیالی)

"وجعل فی الفتوحات ص ۸۵۷، ج ۲ التاویل الفاسد کالکفر" (اکفار الملحدین ص ۵۹)

(۱۲) متواترات میں تاویل بھی کفر ہے۔

جس طرح دین کے کسی حکم قطعی اور متواتر کا صریح انکار کفر ہے اسی طرح قطعیات اور متواترات میں تاویل کرنا بھی کفر ہے کیونکہ قطعی امور کی تاویل بھی انکار کے حکم میں ہے مثلاً جس طرح نماز اور روزہ کا صریح انکار کفر ہے اسی طرح نماز اور روزہ میں ایسی تاویل کرنا جو امت محمدیہ

کے اجماعی معنی اور اجماعی عقیدہ کے خلاف ہو وہ بھی کفر ہے اور اس قسم کے تاویلی کفر کو اصطلاح شریعت میں الحاد و زندقہ کہتے ہیں (احسن البیان ص ۳، اکفار الملحدین ص ۱۰ بالمعنی)

ختم نبوت کے بارے میں تمام امت کا اجماعی عقیدہ

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ پڑھنا اور اللہ سبحانہ و تعالی کو احد صمد اور لاشریک لہ جاننا فرض اول ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا قطعا محال و باطل جاننا فرض اجل وجزو ایقان ایمان ہے ﴿وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک بلکہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم سے خلاف عقیدہ رکھنے والا قطعا اجماعا کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک اور تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے۔ (بزازیہ درمختار شفاء الاعلام بقواطع الاسلام وفتاوی حدیثیہ وغیرہ از جزاء اللہ عدوہ، ص ۳، ص ۴، از امام اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہ)

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو کہ اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان ان پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے جس کا منکر قطعا کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی (مسک الختام ص ۳، از محمد ادریس کاندھلوی)

دیوبندی علامہ انور شاہ کشمیری اپنے رسالہ عقیدۃ الاسلام ص ۲۱۵ پر لکھتے ہیں:

ثم ان الامت اجمعت علی ان لا نبوۃ بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا رسالۃ اجماعا قطعیا وتواترت بہ الاحادیث نحو مائتی حدیث فتاویلہ بحیث ینتفی بہ الختم الزمانی کفر بلا شبھۃ۔

یہی علامہ صاحب اکفار الملحدین ص ۴۳ پر لکھتے ہیں:

وکذالک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا ﷺ ای فی زمنه کمسیلمة الکذاب والاسود العنسی او ادعاۃ نبوۃ احد بعدہ فانه خاتم النبیین بنص القران والحدیث فهذا تکذیب لله ورسوله ﷺ کالیسویه (فرقۃ من الیہود)

بلکہ اسی کتاب کے ص ۴۴ پر لکھا ہے کہ

حضور علیہ السلام کے بعد جو کسی نبی کا آنا جائز مانے وہ بھی کافر ہے "او کذب رسولا او نبیا او نقصه بای منقص کان صغر اسمه مریدا تحقیرہ او جوز نبوۃ احد بعد وجود نبینا صلی الله علیه وسلم وعیسی علیه الصلوۃ والسلام نبی قبل فلا یرد" (تحفہ شرح منہاج)

اس کے بعد لکھا ہے.

"فساد مذهبهم غنی عن البیان بشهادۃ العیان کیف وهو یودی الی تجویز نبی مع نبینا صلی الله علیه وسلم او بعد وذالک یستلزم تکذیب القرآن اذ قد نص علی انه خاتم النبیین واخر المرسلین وفی السنة انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامة علی ابقاء هذا الکلام علی ظاهره واحدی المسائل المشهورۃ التی کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالی"

(شرح الفرائد للعلامۃ العارف باللہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ)

اب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی بھی سنئے:

''اگر خاتم النبیین اور لا نبی بعدی میں تاویلات باطلہ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے تو پھر بت پرست اور مشرکین کو بلکہ ان کے معلم وامام ابلیس کو بھی دائرہ اسلام سے خارج وکافر نہیں کہہ سکتے اور جو لوگ ایسی تاویلات باطلہ کر کے امت کے اجماعی عقائد اور قرآن وحدیث کی واضح تصریحات کی تکذیب کرنے والوں کو امت اسلامیہ سے علیحدہ کرنے کو اس لئے برا سمجھتے ہیں کہ اس سے اسلامی برادری کو نقصان

پہنچتا ہے ان کی تعداد کم ہوتی ہے یا ان میں تفرق پڑتا ہے تو انہیں غور کرنا چاہئے کہ اگر تفرق اور اختلاف سے بچنے کے یہی معنی ہیں کہ کوئی کچھ کیا کرے اور کہا کرے مگر اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے تو پھر ان مٹھی بھر ملاحدہ وزنادقہ سے ملت کو کیا سہارا لگتا ہے؟ ایسی پوچ تاویلات کے ذریعے تو سارے جہان کے کافروں کو ملت اسلامیہ سے شامل کیا جا سکتا ہے اگر ایسی ہی رواداری کرنا ہے تو پیٹ بھر کے کی جائے تاکہ دنیا کی ساری قومیں اور سلطنتیں اپنی ہو جائیں اور یہ کفر وایمان کی جنگ ہی ختم ہو جائے۔''

(کفر وایمان قرآن کی روشنی میں ص ۴۹)

عہد نبوت سے لے کر اب تک تمام امت کے علماء، صلحاء، مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین اور اولیائے عارفین سب کے سب ختم نبوت کے یہی معنی (حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) سمجھتے چلے آئے ہیں اور بطریق تواتر یہ عقیدہ ہم تک پہنچا ہے۔

جس طرح صلوٰۃ وزکوٰۃ کے معنی میں کوئی تاویل قابل التفات نہیں اسی طرح ختم نبوت کے معنی میں بھی کوئی تاویل قابل التفات نہ ہوگی بلکہ ایسے صریح اور متواتر امور میں تاویل کرنا استہزاء اور تمسخر کے مترادف ہے (احسن البیان ص ۷۰)

آگے لکھا ہے:

''ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں کہ مرزا صاحب (اور نانوتوی صاحب) کی تاویلات مہملہ کی طرف کوئی توجہ کریں دیکھنا یہ ہے کہ جس نبی پر خاتم النبیین کی آیت اتری اس نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے اور امت کو کیا معنی سمجھائے اور عہد صحابہ سے لے کر اس وقت تک پوری امت اس آیت کا کیا معنی سمجھتی رہی؟ کیا تیرہ سو سال کے علماء امت اور آئمہ لغت وعربیت کو اتنی بھی خبر نہ تھی جتنا کہ قادیان کے دہقان (اور نانوتہ کے بقول کودک نادان) کو ٹوٹی پھوٹی عربی کی خبر تھی'' (احسن البیان ص ۷۲)

خاتم النبیین کا معنی اہل لغت کے نزدیک:

"الخاتم والخاتم فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفتح اسم ای اخرھم وبالکسر اسم فاعل (مجمع بحار الأنوار جلد اول زیر لفظ ختم خاتم النبیین) لأنہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ" یعنی حضور کو خاتم النبیین اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی اپنی تشریف آوری سے اس کو مکمل کر دیا

(مفردات امام راغب اصفہانی ہامش النہایہ ابن اثیر اول ص ۳۱۳)

ختم نبوت اور قرآن کریم:

قال اللہ تعالیٰ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

ختم نبوت اور مفسرین عظام:

۱- اس آیت میں لفظ خاتم النبیین کی تین قرأت ہیں ماسوا حسن اور عاصم کے باقی قرأت خاتم بمعنی "انہ ختم النبیین" ہے عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ولکن نبیا ختم النبیین ہے پس یہ قرأت بھی دلیل ہے بمعنی انہ الذی ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم حسن اور عاصم کی قرأت خاتم النبیین بمعنی "انہ آخر النبیین" ہے۔ ختامہ مسلک میں بھی ایک قرأت خاتمہ مسک بمعنی اخرہ مسک ہے۔

(ابن جریر، جلد ۲۲، ص ۱۶)

۲- روح المعانی میں یہ قرأتیں بیان کرنے کے بعد مزید فرمایا:

"وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصرحت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامہ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر"

یعنی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کتاب وسنت سے صراحۃ ثابت

ہے اور اس پر اجماع امت ہے اور اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا (روح المعانی، جلد ۲۲، ص ۳۴)

۳- ابن کثیر میں ہے:

فھذہ الایۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ واذ کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی والاحری وبذالك وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم۔

یعنی، پس یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جب آپ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا تو بطریق اولی اور انسب رسول بھی نہیں ہو سکتا (کیونکہ جمہور کے نزدیک نبی رسول سے عام ہے جب عام کی نفی ہوگی تو خاص کی نفی بھی ہو جائے گی) اس مضمون کی احادیث متواترہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔

پھر آخر میں فرمایا:

"فمن رحمۃ اللہ بالعباد ارسال محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم من شریعۃ لھم ختم الأنبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ یعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاك دجال ضال مضل"

یعنی، پس حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعثت بندوں پر اللہ تعالی کی رحمت خاصہ ہے پھر مزید شرف یہ کہ نبیوں اور رسولوں کو حضور کی تشریف آوری سے ختم کر دیا اور حضور علیہ السلام کے دین حنیف کو کامل فرما دیا اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور اللہ کے رسول نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تاکہ لوگ جان لیں کہ جو شخص حضور کے بعد منصب نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب افاک دجال ضال اور مضل ہے۔

پھر علامہ ابن کثیر نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما کا ذکر کرنے کے بعد لکھا:

وكذلك كل مدع لذالك إلى يوم القيامة حتى يختموا بالمسيح الدجال۔

یعنی، اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کی طرح قیامت تک جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب دجال ہوگا یہاں تک کہ یہ (تمام) دجاجلہ مسیح دجال پر ختم ہوں گے۔

(ابن کثیر، ج ۳، ص ۱۳)

جو شخص مزید تفصیل کا خواہاں ہو اس کی سہولت کے لئے باقی معروف تفاسیر کے حوالے درج کردیے جاتے ہیں اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو متعلقہ عبارتیں بھی نقل کردی جاتیں حوالے ملاحظہ ہوں تفسیر کبیر، ج ۶، ص ۷۸۶، ابو السعود، ج ۶، ص ۷۸۸، روح البیان، ج ۶، ۱۸۸، بیضاوی، خازن، مدارک، ابن عباس ج ۵، ص ۱۲۳، صاوی ج ۳، ص ۲۶۳، تفسیرات احمدیہ، ص ۴۰۶، مراح لبید واحدی، ج ۲، ص ۱۸۵، جمل علی الجلالین ومظہری وجلالین تحت ہذہ الایۃ۔ جملہ چودہ مذکورہ تفاسیر اس وقت پیش نظر تھیں سب میں خاتمیت کا مطلب بلحاظ زمانہ آخر نبی بتایا ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر وتشریح احادیث صحیحہ مرفوعہ کی روشنی میں:

یہ امر ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی جو تفسیر خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے بیان فرمائی ہو اس کے خلاف کسی قادیانی یا نانوتوی کا قول کوئی حیثیت نہیں رکھتا اب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔

۱- مسلم شریف پھر مشکوۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"فضلت على الأنبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لى الغنائم وجعلت لى الأرض مسجد أو طهورا وأرسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون"

یعنی، مجھے نبیوں پر چھ فضیلتیں دی گئیں مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے، رعب سے میری مدد کی گئی، میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی قرار دی گئی مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا اور میرے ساتھ نبی ختم کردیے گئے (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ختم ماضی کا صیغہ استعمال کرکے منکرین ختم نبوت کی جملہ تاویلات باطلہ کو ختم کردیا (مسلم ج ۱، ص ۱۹۹، مشکوۃ کتاب الفتن، ص ۵۱۶)

۲- میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک محل کے مانند ہے جس کی عمارت بہت خوبصورت ہو اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو پس دیکھنے والے اس کا چکر لگائیں اور اس عمارت کے حسن سے تعجب کریں مگر اس اینٹ کی جگہ سو میں نے اس اینٹ کی جگہ بند کردی میرے ساتھ نبوت کی عمارت کو ختم کردیا گیا اور میرے ساتھ رسولوں کو ختم کردیا گیا" وفي رواية انا اللبنة وانا خاتم النبيين" اور ایک روایت میں ہے میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں ہی آخر الانبیاء ہوں (مشکوۃ ص ۵۱۱، بخاری ص ۵۰۰، مسلم ج ۲، ص ۲۴۸، ترمذی ج ۲، ص ۱۰۹)

۳- بخاری و مسلم میں حدیث شفاعت کو بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کہیں گے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاؤ پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے "انت رسول الله وخاتم النبيين" آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں (رواہ مسلم ج ۱، ص ۱۱۱، انوار محمدی عن ابی ہریرۃ)

۴- بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "كانت بنو اسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبى خلفه نبى وانه لا نبى بعدى" بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کی نگہداری کرتے تھے جب ایک نبی کا وصال ہوجاتا تو دوسرے نبی اس کے جانشین ہوجاتے لیکن میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(بخاری و مسلم، واللفظ مسلم، کتاب الامارۃ ص ۱۲۶)

۵- دارمی پھر مشکوۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "انا قائد المرسلين ولا فخر وانا خاتم النبيين ولا فخر وانا اول شافع

ومشفع ولا فخر" یعنی، میں رسولوں کا قائد ہوں اور یہ فخر یہ نہیں کہہ رہا اور میں آخری نبی ہوں مگر یہ فخر یہ نہیں کہہ رہا اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور وہ جس کی سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائے گی وہی ہوں لیکن یہ فخر یہ نہیں کہہ رہا ہوں (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

٦- عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام سے راوی فرمایا "انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینته" میں بے شک اللہ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا دراں حالیکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۴۹۴، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

٧- ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا "انا اخر الأنبیاء وانتم اخر الأمم" میں سب نبیوں سے آخری اور تم سب امتوں سے آخری امت ہو۔

(ابن ماجہ، ۳۷)

٨- سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی" فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہ تجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(مسلم ج ۲، ص ۲۷۸، بخاری ج ۲، ص ۲۳۳، واللفظ مسلم)

٩- عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب" اگر (بفرض محال) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا (ترمذی، مشکوٰۃ باب مناقب عمر ص ۵۵۸)

١٠- انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" بے شک رسالت اور نبوت کا انقطاع ہو گیا ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

(احمد، ترمذی، ابن کثیر، ج ۳، ص ۴۹۳)

١١- انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد، ج ۲، ص ۲۰۶، ترمذی ج ۲، ص ۳۲۳، عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی، بے شک میرے بعد میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

١٢- یہی روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے آخر میں یہ بھی فرمایا ہے "وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر الاوسط والبزار ورجال الصحیح مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۳۲)

بارہ کا عدد متبرک سمجھ کر انہی احادیث پر ہی اکتفاء کرتا ہوں ورنہ اس بابت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں جنہیں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف ''جزاء اللہ عدوہ'' میں اور مفتی محمد شفیع دیوبندی نے ''ختم النبوۃ فی الاحادیث'' میں جمع کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی تو آخر النبیین ہی کے ہیں جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ کرام نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے اور اپنے بعد والوں کو بتائے ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ الغرض حق روز روشن کی طرح واضح ہے کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں (مسک الختام ص ۲۵)

جملہ ''لا نبی بعدی'' جملہ ''خاتم النبیین'' کی تفسیر ہے اور لا نفی جنس کا ہے جو نکرہ پر داخل ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے (مسک الختام ص ۴۲)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ذاتی عرضی اصلی ظلی بروزی تشریعی یا غیر تشریعی اس زمین میں یا کسی اور طبقے میں حضور کے زمانہ ظاہری میں یا حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا بلکہ کسی نبی کا آنا ممکن ہی نہیں ہے۔

مسند امام احمد اور معجم طبرانی کی روایت کے ماتحت اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے

بعد الا نبی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف ناجائز ہو جاتا ہے بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولی کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے اس لئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو اور کمال وحدت اور مغایرت جمع نہیں ہو سکتی (مسک الختام ص ۲۳)

خلاصہ کلام:

الحاصل آیت کریمہ خاتم النبیین میں لغوی معنی اور احادیث تفاسیر اور اجماع امت بلکہ خود دیو بندی علماء کی تصریحات کی رو سے شرعی معنی متواتر اور قطعی اجماعی یہی ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کا زمانہ سب انبیاء کرام کے زمانوں کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں اور یہ آخری نبی ہونا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فضل جلیل ہے کیونکہ آخری نبی ہونے سے حضور کی شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت حاصل ہوا، حضور علیہ السلام ناسخ الادیان ہوئے اور حضور کے دین متین کا ناسخ کوئی نہیں آئے گا، حضور سب سے بلند و بالا رہے اور آپ سے بلند و بالا کوئی نہیں ہوگا۔ خاتم النبیین کے اس معنی پر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار قطعی کفر ہے یہ انکار خواہ صراحتاً ہو یا تاویل فاسد سے جیسا کہ نانوتوی صاحب اور پھر اس کی اتباع میں مرزا غلام احمد قادیانی نے تاویلات باطلہ کی ہیں۔ اب قارئین کرام اس کے مقابل جناب نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی پوری پوری عبارتیں معہ سیاق و سباق بغور ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں:

''بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہئے یہ اختصار سوء ادب ہے) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف

مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں قدر قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔

باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ اور جملہ ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقعے تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے انتہی بلفظہ۔

(تحذیر الناس ص ۳ مطبوعہ کتب خانہ مطبع قاسمی دیو بند)

اس عبارت مذکورہ کو بغور پڑھئے اور دیکھئے کہ اس میں کتنے کفریات ہیں۔

۱- خاتم النبیین کے معنی سب سے آخری نبی کو (جو تفاسیر، احادیث اور اجماع امت سے قطعی اور متواتر ثابت ہو چکے ہیں) عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔

۲- تمام امت کو عوام اور نافہم ٹھہرانا۔

۳- بلکہ رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ عوام نافہم کہنا کیونکہ خاتم النبیین کا معنی ''لا نبی بعدی'' حضور

نے خود بیان فرمایا ہے۔

۴- معنی تفسیر وحدیث اور اجماع کے مخالفین کو اہل فہم بتانا۔

۵- معنی متواتر وقطعی میں کچھ فضیلت نہ ماننا۔

۶- اس معنی متواتر ومقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

۷- یہ کہنا کہ اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے، تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔

۸- اگر حضور ﷺ کو آخری نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح قرار دیا جائے تو معاذ اللہ خدا کی طرف زیادہ گوئی کا وہم ہونا (زیادہ گوئی بے ہودہ بکواس کو کہتے ہیں اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ)

۹- اور حضور کی جانب نقصان قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔

۱۰- یہ کہنا کہ تاخر زمانی قد وقامت وشکل ورنگ وغیرہ ان اوصاف سے ہے جن کو نبوت اور فضائل میں دخل نہیں۔

۱۱- ختم زمانی کو کمالات سے شمار نہ کرنا اور یہ کہنا کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کے اس (آخری نبی ہونا) کے احوال بیان کیا کرتے ہیں گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک تمام امت جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الزمان نبی مانتی ہے حضور کو ایسے ویسے لوگوں میں شمار کرتی ہے (خاک بدہن ناپاک)

۱۲- یہ کہنا کہ اگر حضور کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی مانا جائے تو کلام اللہ میں بے ربطی اور بے ارتباطی لازم آتی ہے اور جملہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ اور جملہ ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں کوئی تناسب نہیں رہتا۔

۱۳- یہ کہنا کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء پر حضور کی خاتمیت کی بنا نہیں ہے بلکہ ابنا، خاتمیت اور بات پر ہے۔

۱۴- خاتم النبیین کی ایسی تفسیر بالرائے کرنا جو تیرہ سو سال سے کسی نے نہیں کی اور اس من گھڑت

معنی کو ثابت کرنے کیلئے تمام امت کے مسلمہ متفقہ اجماعی قطعی معنی کی تغلیط وتکذیب کرنا۔

۱۵- حضور علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو عرضی کہنا چنانچہ موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کا مفہوم بیان کرتے ہوئے نانوتوی صاحب نے ص ۴ پر لکھا ہے

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں انتہی بلفظہ اور عرضی کا معنی خود یہ بیان کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال اور کبھی بے کمال رہتے ہیں۔ سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوفی بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت (بایں معنی) مختتم ہو جاتا ہے وصف کا معنی صفت، نبوت کا پیغمبری، خاتمیت کا خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہستی ہے کس کو کوئی صفت اپنی ذات سے بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوئی ہو موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو مختتم ہو جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے

اب دیکھئے نانوتوی صاحب کے نزدیک اس عبارت کا صاف صحیح مطلب یہ ہوا کہ آیہ کریمہ میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرضی بمعنی بالعرض کبھی موجود کبھی معدوم کبھی تو نبی صاحب کمال اور کبھی بے کمال (معاذ اللہ)

نانوتوی صاحب نے اپنے اس من گھڑت معنی کا نام ختم ذاتی رکھا ہے اور خاتم النبیین کا وہ معنی جو اگلے پچھلے تمام مسلمانوں کا اجماعی اور قطعی عقیدہ ہے اس کا نام ختم زمانی رکھا ہے چنانچہ حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے بھی نانوتوی صاحب کی اس تحقیق جدید سے مستفید ہو کر یہی کچھ لکھا ہے مثلاً ختم نبوت کے دو معنی ہیں اول ختم زمانی کہ جس کے معنی ہیں کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں

کے آخیر میں ہو اس کے زمانہ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو اس کو ختم زمانی کہتے ہیں پس جو شخص سب کے بعد ہو زمانہ میں اس کو خاتم اس اعتبار سے کہہ سکیں گے چاہے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دوم: ختم رتبی اور ذاتی اس سے عبارت ہے کہ مراتب نبوت کا اس پر خاتمہ ہوتا ہو اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو جتنے مرتبے اس سلسلے کے ہوں سب اس کے نیچے اور اس کے محکوم ہوں۔

(الشہاب الثاقب ص ۸۳)

ٹانڈوی کی اس ترجمانی کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین سے ختم زمانی مراد لی جائے تو اس سے حضور علیہ السلام کا سب نبیوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

کیونکہ آخر الزماں چاہے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

اور خاتم ذاتی کا معنی چونکہ سب کا سردار اور رئیس اعظم ہے اگلے پچھلے اور اس کے زمانے والے سب اس کے خوشہ چین ہوں گے وہ ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوگا لہٰذا بنظر اس کے علو مرتبہ اور اس کی ذات والا صفات کے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر بالفرض اس کے زمانے میں کوئی نبی پیدا ہو جائے یا اس کے بعد اس زمین یا اور کسی زمین میں تجویز کر لیا جائے تو اس کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا کیونکہ اس کے زمانے میں یا اس کے بعد جو نبی پیدا ہوگا وہ اس خاتم ذاتی کا ظل ہوگا عکس ہوگا اس کی نبوت بالعرض ہوگی اس نے نبوت کا استفادہ اس خاتم ذاتی سے ہی کیا ہوگا یہ ہے مفہوم خاتمیت نانوتوی صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک۔ اسی بنا پر نانوتوی صاحب نے ص ۸ پر لکھا ہے، چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں یعنی حضور خاتم النبیین مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے خاتم نہیں لہٰذا ان کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی مفہوم کو ٹانڈوی صاحب نے الشہاب الثاقب ص ۲۰ پر لکھا ہے، پھر اسی کو نانوتوی صاحب ص ۸ پر یوں بیان کرتے ہیں، شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ اسی مضمون کو

آگے یوں صراحتاً بیان کیا ہے،

’’غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے‘‘۔ (تحذیر الناس ص ۱۴)

اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لئے جائیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔

تو بقول نانوتوی صاحب اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور اس صورت میں صرف انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہونگے جو حضور سے پہلے تشریف لا چکے ہیں لیکن اگر خاتم کا وہ معنی تجویز کیا جائے جو نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضور بغیر کسی واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی اور کمال ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے کیونکہ حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہوں گے وہ بالذات نہیں بالعرض نبی ہوں گے یعنی اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور سے ہی فیض حاصل کر کے نبی بنیں گے تو اس طرح خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

پھر یہی نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:

’’ہاں اگر خاتمیت[1] بمعنی اتصاف[2] ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کسی کو افراد مقصود بالخلق[3] میں سے

1. محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیونکہ خاتم کے لئے بنظر اس کے علو مرتبہ اور اس کی ذات والا صفات کے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر (کما صرح به المنفی عن المدینه فی الشهاب الثاقب اخذ من تحذیر الناس)
2. اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے معنی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا۔
3. افراد مقصود بالخلق وہ لوگ جن کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو مقصود ہے۔

مماثل نبوی[1] صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی[2] ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ[3] پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحذیر الناس طبع اول ص ۲۸ طبع ثانی ص ۲۵)۔

اب اس عبارت سراپا شرارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار زمانے کے سب سے پچھلے نبی ہیں (جیسا کہ تمام امت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے) تو اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور کا صرف انہی انبیاء علیہم السلام میں بے مثل ہونا ثابت ہوگا جو دنیا میں پیدا ہو چکے ہیں لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی مراد لئے جائیں جو خود میں (نانوتوی صاحب) نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں خوبی ہے کہ جو نبی پیدا نہیں ہوئے اور حضور کے بعد ان کا پیدا ہونا مقدر ہے ان سے حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور خاتمیت محمدی میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا ہوں گے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطے اور حضور ہی کے فیض سے نبی ہوں گے پھر اسی مفہوم کو تحذیر الناس میں آگے یوں بیان کیا ہے۔

''اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں'' (ص ۲۹)

آگے لکھا ہے:

''اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ

---

[1] مماثل نبوی کا معنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ہے۔

[2] انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم السلام جو دنیا میں تشریف لا چکے۔

[3] انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا مقدر ہے۔

اصلیت بھی ادھر رہے گی۔'' (تحذیر الناس ص ۳۰)

ان دونوں عبارتوں کا صریح مطلب بھی یہی ہے کہ اگر حضور ﷺ کے زمانے میں یا حضور کے بعد نبی پیدا ہوں تو حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا کیونکہ وہ نبی حضور ہی کا ظل اور عکس ہوں گے بلکہ اگر اصل اور ظل میں تساوی بھی ہو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاتم النبیین اور وہ بھی خاتم النبیین ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ بوجہ اصلی اور ذاتی نبی ہونے کے افضلیت پھر حضور کے لئے ہی ہوگی چنانچہ آگے اور صاف لکھ دیا،

''اب خلاصہ دلائل بھی سنیئے کہ در بارہ وصف نبوت فقط اس زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر و کواکب بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں یعنی ساتوں زمینوں میں سات خاتم النبیین ہیں مگر چونکہ باقی زمینوں کے خاتم ہمارے حضور علیہ السلام سے ہی فیض حاصل کرتے ہیں جیسے چاند اور ستارے سورج سے اس لئے حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس ص ۳۲)

مزید لکھا ہے!

''(جیسے) نور قمر نور آفتاب سے مستفید ہے ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سے مستفاد ہیں۔'' (تحذیر الناس ص ۳۵)

ناظرین کرام! ذرا اس پر غور فرمائیں کہ انبیاء سابق تو وہ ہوئے جو حضور سے پہلے گزر چکے یہ انبیاء ماتحت کون سے ہوئے وہی جن کا آنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور حضور کے بعد پیدا ہونا جائز مانا ہوا ہے ان صریح اور واضح ترین عبارات کو پیش نظر رکھ کر اب آپ ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے نانوتوی صاحب پر کیا زیادتی کی ہے، کونسا افترا کیا ہے؟ کیا نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں مولوی حسین احمد ٹانڈوی مرتضی حسن دربھنگی عبدالشکور کاکوری اور محمد منظور سنبھلی وغیرہ

کے لئے تاویل کی کوئی گنجائش باقی چھوڑی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں نانوتوی صاحب نے ان عبارات خبیثہ میں حضور پر نور شافع یوم النشور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی صریح تکذیب کی ہے حالانکہ حضور کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا وہ ضروری دینی عقیدہ ہے جس کا انکار صریح کفر ہے کہ مرزا اور خود اپنی ذاتی رائے سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے ہیں جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں کے لئے بروزی، عرضی، ظلی، عکسی کی اختراعی اصطلاح کی آڑ میں نبوت کا دروازہ کھول دیا۔[1]

[1] نتیجتاً مندرجہ ذیل نکات مرزا صاحب کی شکل میں ظاہر ہوئے جو بالترتیب درج کئے جاتے ہیں۔

۱- نانوتوی صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ بتائے تو مرزا صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ میں سے خود کو گنوادیا۔

۲- نانوتوی صاحب نے دیگر انبیاء کی نبوت کو بالعرض کہا تو مرزائے قادیان بھی اپنی نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض خود کو حضور کا غلام اور ظلی بروزی نبوت کا حامل لکھتا رہا۔

۳- نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی کو غیر اہل فہم کا خیال ٹھہرایا تو مرزا صاحب نے تصدیق کردی۔

۴- نانوتوی صاحب نے لکھا کہ خاتمیت زمانی کو کمالات نبوت میں کوئی دخل نہیں تو مرزا جی نے تائید کردی۔

۵- نانوتوی صاحب نے کہا کہ زیر بحث آیۃ (وخاتم النبیین) میں جدید مدعیان نبوت کے سد باب کا کوئی موقع و محل نہیں ہے تو مرزا جی نے پھڑک کر کہا چشم ما روشن دل ما شاد

۶- نانوتوی صاحب نے خدا اور رسول کی بتائی خاتمیت زمانی کو ٹھکرا کر خاتمیت مرتبی تراشی تو مرزا صاحب نے اسے بسر و چشم کہہ کر قبول کیا۔

۷- نانوتوی صاحب نے جس طرح مصرعہ کہا کہ حضور کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں تو مرزا صاحب نے پیوند لگا دیا کہ میں بھی ان آنے والوں میں سے ایک ہوں۔

۸- نانوتوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیاء کا آنا تجویز کیا تو مرزا جی نے ان کی تجویز کو عملی جامہ پہنادیا۔

۹- نانوتوی صاحب نے لکھا کہ حضور کے زمانہ میں کوئی نبی ہو یا بالفرض بعد زمانہ نبوی تجویز کیا جائے تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا مرزا صاحب پکارے کہ جب بعد زمانہ نبوی اور نبی آنے سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا تو لیجئے ہم خود ہی آگئے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی نانوتوی صاحب کی طرح حضور کو سید الکل اور افضل الانبیاء ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو ظلی اور عکسی نبی ظاہر کرتا ہے آگے چل کر ہم اس کی بعض عبارات پیش کریں گے پچھلے نبی ہونے کی صریح تکذیب کی ہے حالانکہ حضور کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا وہ ضروری دینی عقیدہ ہے جس کا انکار صریح کفر ہے کہ مرزا اور خود اپنی ذاتی رائے سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے ہیں جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں کے لئے بروزی عرضی ظلی عکسی کی اختراعی اصطلاح کی آڑ میں نبوت کا دروازہ کھول دیا۔

اس موقع پر یہ ضروری بات بھی مجھے عرض کرنی ہے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کی جو من گھڑت تفسیر بلکہ تحریف کی ہے اور تفسیر بالرائے ہے اور خود نانوتوی صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ اس سے پہلے کسی نے یہ معنی بیان نہیں کئے وہ خود لکھتے ہیں یہ بات کہ:

''بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط از راہ بے ادبی نہیں مانا کرتے ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے المرء یقیس علی نفسہ اپنا یہ وتیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطاء و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم اتفاقی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا فرق آگیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔

گاہ باشد کہ کودک نادان　　　از غلط بر ہدف زند تیرے''

(تحذیر الناس ص ۲۶)

۱۰- نانوتوی صاحب نے بتایا کہ خاتمیت کا مطلب بتانے میں بڑوں سے غلطی ہوگئی اس لئے خاتمیت زمانی کی رٹ لگاتے رہے دراصل انہوں نے بے اتفاقی برتی اصل مفہوم تک ان کا ذہن (بلکہ خدا اور اس کا رسول بھی) نہیں پہنچ سکا اور میرے جیسے کودک نادان نے غور و فکر کر کے اصلی مفہوم بتایا اور ٹھکانے کی بات کہی ہے (یعنی خاتمیت زمانی) تو مرزا صاحب مارے خوشی کے اچھل کر بولے آپ کا فرمان ہمارا دین و ایمان ہوگیا۔

(حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ نانوتوی کو یہ تسلیم ہے کہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی عالم کسی مفسر کسی متکلم کسی محدث کسی امام کسی تابعی کسی صحابی نے حتی کہ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۂ خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں بتائے جو بقول کودک نادان نانوتوی صاحب نے گھڑے پہلوں نے غلطی کی وہ بھول گئے مگر اس خطا ونسیان سے ان کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی اور میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا کم اتفاقی کی وجہ سے بڑوں (آئمہ دین تابعین صحابہ کرام بلکہ حضور علیہ السلام) کا فہم اس مضمون تک نہیں پہنچا نانوتوی صاحب نے خود یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ تفسیر بالرائے کرنے والا کافر ہے چنانچہ لکھا ہے،

''اب یہ گزارش ہے کہ ہر چند آیت ﴿اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ کی یہ تفسیر (کہ ہر زمین میں ایک خاتم النبیین ہے) کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسرین متاخرین نے مفسرین متقدم کا خلاف کیا ہے، میں نے بھی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہوا معنی مطابق آیت اگر اس احتمال پر منطبق نہ ہوں تو البتہ گنجائش تکفیر ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ موافق حدیث من فسر القران برایہ فقد کفر یعنی، جو شخص قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرے پس تحقیق وہ کافر ہو گیا'' (تحذیر الناس ص ۳۶)

پھر آگے لکھا ہے:

''جب کوئی دلیل ہے نہ قرینہ تو پھر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے اور اس کی تفسیر بالرائے اعنی تفسیر بالہوی اور تفسیر من عندنفسہ کہہ سکتے ہیں۔''

(تحذیر الناس ص ۳۷)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ بغیر دلیل (کتاب وسنت اور لغت عرب) اور بغیر کسی قرینہ (سابقہ یا لاحقہ) متفاہم لغت عرب اور محاورات عرب اور عرف قرآن مجید کے خلاف محض عرف فلسفہ ومنطق کی بنا پر اپنی ذاتی رائے سے بیان کیا جائے وہ محض عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے نیز یہ امر بھی نانوتوی صاحب کی عبارت سے واضح ہوا کہ تفسیر بالرائے تفسیر بالہوی اور تفسیر من عندنفسہ ایک ہی چیز ہے اب دیوبندیوں کے مشہور علامہ انور شاہ کشمیری کی سنئے اور جناب

نانوتوی صاحب کے متعلق خود ہی فیصلہ کیجئے کہ وہ کیا ہیں؟

نانوتوی، انور شاہ کشمیری کی زد میں:

وارادہ ما بالذات وما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و حوار عرب و نہ نظم قرآن ہیچ گونہ ایماء و دلالت بران پس اضافہ استفادہ نبوت زیادت است بر قرآن محض اتباع ہوی (رسالہ خاتم النبیین ص ۳۸) یعنی بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ (جیسا نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے عبارت پہلے گزر چکی ہے) عرف فلسفہ ہے عرف قرآن مجید اور محاورہ عرب نہیں ہے اور نظم قرآن کو اس معنی کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے اور نہ نظم قرآن اس پر دلالت کرتی ہے پس اضافہ و استفادہ نبوت محض اتباع ہوی کی وجہ سے قرآن پر زیادتی ہے۔ استفادہ[1] نبوت کا قول بھی نانوتوی صاحب کا بیان کردہ معنی ہے عبارات بلفظہ پہلے منقول ہو چکی ہے اضافہ استفادہ نبوت اتباع ہوی ہے اور اتباع ہوی تفسیر بالرائے ہے اور تفسیر بالرائے کرنے والا کافر ہے چونکہ یہ سب مقدمات نانوتوی اور انور شاہ دیوبندی کے مسلمہ ہیں، اس لئے نتیجہ قطعی ہے۔

اور لیجئے یہی انور شاہ کشمیری اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

واما الختم بمعنى انتهاء ما بالعرض الى ما بالذات فلا يجوز ان يكون ظهر هذه الاية لأن هذا المعنى لا يحرفه الا اهل المعقول والفلسفة والتنزيل نازل على متفاهم لغت العرب لا على لذهنيات المخرجته (عقیدۃ الاسلام ص ۲۵۶)

---

[1] ترجمان وہابیت مولوی منظور سنبھلی لکھتا ہے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء کی نبوت سے مستفاد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۵) اب دیوبندی ہی بتائیں کہ بقول مولوی انور شاہ کشمیری استفادہ نبوت کا قول اتباع ہوی ہوا یا نہیں؟ اور بقول نانوتوی صاحب تفسیر بالرائے اور تفسیر بالہوی ایک ہی چیز ہے یا نہیں؟ پس نتیجہ ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کی تفسیر خاتم النبیین محض اتباع ہوی ہے تفسیر بالرائے ہے اور تفسیر بالرائے خود نانوتوی صاحب کے نزدیک بھی کفر ہے علامہ انور شاہ نے اگرچہ صراحۃً نانوتوی صاحب کا نام نہیں لیا مگر خاتم النبیین اور عقیدۃ الاسلام کی ان عبارتوں سے صریح طور پر تحذیر الناس کی عبارات کفریہ کا رد کیا ہے کما لا یخفی علی العارف الفطن)

یعنی نبوت کی یہ تقسیم کہ حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام بالعرض حضور کی نبوت اصلی ہے اور باقی انبیاء کی عکسی اور ظلی یہ خالص مرزائی نظریہ کی تائید ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے تمام نعمتوں اور کمالات کے ملنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ جس کو حضور علیہ السلام سے کوئی کمال ملا ہو اس کو معاذ اللہ نبی نہیں کہا جاتا ہے۔ قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کا یہ استدلال سراسر باطل ہے کہ جو شخص فنافی الرسول ہو اور حضور کی کمال اطاعت واتباع سے اس کو یہ مقام حاصل ہو اس کو نبی کہہ سکتے ہیں[1] اور اس سے حضور کی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ تمام کمالات کا اصل حضور ہی ہیں اور فنافی الرسول کے کمالات ظلی اور عکسی طور پر ہیں اگر اس استدلال کی رو سے فنافی الرسول کو نبی اور رسول کہہ سکتے ہیں تو کیا جس شخص کو فنافی اللہ کا مقام حاصل ہو، اسے اللہ کہا جائے گا (العیاذ باللہ تعالیٰ)

مولوی حسین احمد صاحب اور عبارات تحذیر الناس:

مشہور کانگریسی مولوی مفتی عن المدینہ یعنی صدر دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارات کے متعلق اپنے مشہور گالی نامہ الشہاب الثاقب کے نو صفحات تو سیاہ کئے ہیں جس میں ادھر نانوتوی کی دل کھول کر تعریف کا خطبہ دیا اور ادھر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خوب گالیاں بھی دیں پھر تحذیر الناس کے مختلف اوراق سے کچھ

[1] مرزائی حضرات اور ان کے ہمنواؤں کے اس کلیہ کی رو سے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نہ صرف نبی بلکہ خدا ماننا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ ان حضرات سے بڑھ کر فنافی الرسول اور فنافی اللہ کون ہے؟ نیز ان بزرگوں کے کمالات عالیہ میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں اس کے باوجود وہ حضرات قدسی صفات بھی نبی نہ ہوئے تو اور کوئی کس کھیت کی مولی ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "یا علی انت منی بمنزلہ ھارون من موسی ولکن لا نبی بعدی" اے علی تیری میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسا کامل الولایت شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہیں ہو سکتا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے مہلم کامل الذی وافق رایہ بالوحی والکتاب کو فرمادیا گیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی بنایا جاتا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی ہوتا۔

عبارات بھی پیش کردیں اور اپنی فرضی علمیت وقابلیت کی ڈینگیں بھی ماریں لیکن اعلیٰ حضرت نے جن عبارات تحذیر الناس پر مواخذہ فرمایا اور علماء عرب وعجم نے جن پر حکم کفر لگایا تھا نہ تو ان عبارات کو ان نو صفحات میں نقل کیا نہ ان کی ایسی توضیح کی جس سے وہ کفری معنی سے بچ جائیں نہ ان کی ایسی تاویلات پیش کیں جن سے ان کا مفہوم تعلیمات اسلامیہ کے موافق ہو جاتا جب مصنف شہاب ثاقب کو نانوتوی صاحب کی حمایت ہی مقصود تھی تو چاہئے تھا کہ تحذیر الناس کی اصل عبارات متنازع فیہا کو بلفظہٖ نقل کرتے اور ان سے کفری الزام کو اٹھاتے اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں ان عبارات کا صحیح اور بے غبار ہونا ثابت کرتے اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی صاحب حجۃ اللہ علی العالمین اور مرکز دائرہ التحقیق والتدقیق وغیرہ ہونا باور کراتے مگر ادھر تو مصنف میں یہ دلیری اور جرأت نہیں تھی اور ادھر ان عبارات تحذیر الناس میں ایسی گنجائش اور صلاحیت ہی نہیں کہ ان کی کوئی صحیح تاویل ہو سکے اس لئے صدر دیوبند نے یہی مصلحت سمجھی کہ عبارات کو نقل ہی نہ کیا جائے ہاں عوام کو قابو میں رکھنے کے لئے نو صفحے محض سخن پروری اور لغویات سے بھر دیئے گویا اپنے اس عمل سے اعتراف کرلیا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مواخذات لاجواب ہیں کاش دیوبندی فرقہ کا یہ مایہ ناز سپوت تحذیر الناس کی ہر سہ کفری عبارات کو بلفظہٖ نقل کرتا تو ہر شخص اس کا نقل کردہ عبارات کو اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ عبارات سے ملا کر تصحیح نقل کرنا مطابقت دیکھتا پھر خود فیصلہ کرلیتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ان عبارات کو بعینہٖ وبلفظہٖ بالکل مطابق اصل اور موافق نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے یا نہیں؟ پھر قارئین پر مصنف شہاب ثاقب کا اس کو صریح کذب وافتراء کہنے کی حقیقت واضح ہو جاتی اس صورت میں وہ ایک بھی نازیبا کلمہ اعلیٰ حضرت کی شان کے خلاف نہیں لکھ سکتے تھے اور یوں منہ بھر بھر کر گالیاں نہیں دے سکتے تھے ممکن ہے کہ مصنف نے تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو اس لئے شہاب ثاقب میں نقل نہ کیا ہو کہ اگر ان عبارات کو بلفظہٖ نقل کردیا اور وہ عبارات اردو زبان میں ہیں اور تحذیر الناس اردو خوانوں کے لئے ہی لکھی گئی ہے۔

لہٰذا ہر اردو جاننے والا جب ان عبارات کو دیکھے گا تو ان کے معنی کفری پر مطلع ہو جائے گا اور اعلیٰ حضرت کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق کے لئے اس کا ایمان اس کو مجبور کرے گا اور نانوتوی

صاحب کا کفر آشکارا ہو جائے گا۔ ہم نے اس مقالہ میں ہر سہ کفری عبارات نانوتوی صاحب کو بلفظہ نقل کر کے ان کی توضیح کر دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ بالکل برحق ہے اور حسین احمد صاحب اور دیگر علمائے دیوبند کا یہ کہنا کہ عبارات میں قطع وبرید کر کے یا سیاق وسباق کو حذف کر کے اعلیٰ حضرت نے کفر ثابت کیا ہے سراسر افتراء و بہتان ہے مصنف الشہاب الثاقب مولوی حسین احمد صاحب جو اعلیٰ حضرت کو مفتری اور کذاب کہنے والے کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کر کے کہتے ہیں،

''حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے'' (شہاب ثاقب ص ۸۹)

اقول کیا نانوتوی صاحب کا یہ صریح کذب اور جیتا جاگتا جھوٹ نہیں کہ مذکورہ بالا تحذیر الناس کی عبارت ہے مصنف شہاب ثاقب تو مر کر مٹی میں مل گئے ان کا کوئی پیرو بتائے کہ فلاں صفحہ پر یہ عبارت بلفظہ تحذیر الناس موجود ہے اور اگر اس سے ہم قطع نظر بھی کر لیں اور یہ تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں بلفظہ تو نہیں معناً موجود ہے تو بھی یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں اور اس میں خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دے کر اپنی ہر سہ کفری عبارات ص ۳، ص ۱۴، ص ۲۸ کو کفریہ قرار دے دیا۔ دیوبندی حضرات بتائیں کہ کسی کافر کو محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کر سکتا ہے؟ اگر اس عبارت کو نانوتوی صاحب کی عبارت تسلیم کر لیا جائے تو اس میں بقول حسین احمد صاحب نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کا انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور خود تحذیر الناس کے ص ۳ پر خاتم النبیین جو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا۔ اور اس طرح ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ عبارت اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی لہٰذا مصنف شہاب ثاقب نے اس

عبارت کو پیش کر کے بیچارے نانوتوی صاحب کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کے کفر کو مزید مستحکم کر دیا ہے گویا......

ہوئے تم دوست جس کے
دشمن اس کا آسمان کیوں ہو؟

اگر کوئی کافر و مرتد اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے بلکہ عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ بھی کہتا رہے کہ میں ان کفریات کو کفر سمجھتا ہوں تو کیا اس سے اس کا بری ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر نانوتوی صاحب اور اس کے مؤیدین فی الواقع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخر الانبیاء تسلیم کرتے ہیں تو انہیں تحذیر الناس کی ص ۳، ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارات کفریہ سے کھلے طور پر توبہ کرنی چاہئے تھی اس کے برعکس ان صریح کفریات کو تو ایمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنا دینی بھرم رکھنے کی غرض سے لوگوں کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور کو آخری نبی مانتے ہیں اور منکر کو کافر جانتے ہیں جیسے کوئی بت پرست شب و روز بت پرستی میں گرفتار رہے اور یہ اعلان بھی کرتا رہے کہ میں بت پرستی کو کفر سمجھتا ہوں مجھ پر خواہ مخواہ بت پرستی کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

تحذیر الناس اور دیوبندی مناظر مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی:

مولوی محمد منظور احمد صاحب سنبھلی فیصلہ کن مناظرہ میں لکھتے ہیں کہ اس فتویٰ کے غلط اور محض تلبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ: مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس جگہ تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تحریف سے کام لیا ہے جس کے بعد کسی طرح اس کو تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جا سکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت تحذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنائی گئی خاں صاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے اس طرح کہ پہلے ص ۱۴ کا فقرہ لکھا ہے اس کے بعد ص ۲۸ کا پھر ص ۳ کا خاں صاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو

انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہوسکتا لیکن یہاں انہوں نے جس طرح تحذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے اس سے صاف ختم نبوت کا انکار مفہوم ہوتا ہے۔

جواب: دیوبندی مناظر کا اعلیٰ حضرت کی طرف تلبیس وفریب کی نسبت کرنا اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے ہے اعلیٰ حضرت نے تینوں عبارتیں بلفظہ نقل کی ہیں کسی عبارت میں اپنی طرف سے ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں کی ان عبارات پر جو حکم کفر لگایا ہے وہ بھی بالکل درست ہے جس کا اعتراف مذکورہ بالا عبارات میں خود مولوی منظور صاحب کو بھی کرنا پڑا ہے رہا وکیل دیوبند کا کہنا کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کو علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہوسکتا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے پہلے ہم تفصیل سے بیان کرچکے ہیں کہ تحذیر الناس کی یہ تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ مستقل کفر ہیں ان کی تقدیم وتاخیر سے نانوتوی صاحب کے کفر میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور عبارت منقول جن کو مولوی منظور صاحب نامکمل فقرے کہہ کر مغالطہ دینا چاہتے ہیں ان میں سے ہر ایک عبارت کلام تام ہے۔

دوسری وجہ: اور دوسری دلیل سنبھلی صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ خاں صاحب نے عبارت تحذیر الناس کے عربی ترجمہ میں ایک افسوسناک خیانت یہ کی ہے تحذیر ص ۳ کی عبارت اس طرح تھی

''مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''

ظاہر یہ کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے خاں صاحب نے اس طرح کردیا مع انہ لافضل فیہ اصلا عند اہل الفہم جس کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں اور اس میں ہر قسم کی فضیلت کی نفی ہوگئی اور ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے (کمالا یخفی)

جواب: اس دیوبندی وکیل نے اعلیٰ حضرت پر تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے عبارات میں قطع وبرید کی ہے اور سیاق وسباق نقل نہیں کیا ہے مگر اس دوسری وجہ میں خود سنبھلی صاحب نے بدترین

خیانت کا مظاہرہ کیا ہے اور تحذیر الناس کی صرف ایک سطر نقل کرکے بالذات کی آڑ میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ بطور مفہوم مخالف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب فضیلت بالعرض کے قائل ہیں جناب سنبھلی صاحب نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم بمعنی آخری نبی ماننا جاہلوں کا خیال ہے اس سے خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اس وصف کو فضائل میں کچھ دخل نہیں چنانچہ نانوتوی صاحب کی اصل عبارت ص ۲ ہم ناظرین باانصاف کی خدمت میں بلفظہ نقل کرتے ہیں،

''بعد حمد صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد رقامت وشکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اور اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا، اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

(تحذیر الناس مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند یوپی ص ۳)

عبارت مذکورہ تحذیر الناس کو ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں مندرجہ ذیل کفریات ہیں۔

۱۔ خاتم النبیین کا جو معنی تفاسیر، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہوچکا ہے کہ آپ سب

[1] صلعم وغیرہ لکھنا شرعا ناجائز ہے انبیاء کرام کی شان میں تنقیص اور سخت محرومی ہے۔

سے آخری نبی ہیں اسے عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔

۲- خاتم النبیین بمعنی آخری نبی بتانے والوں کا نافہم ٹھہرانا۔

۳- تمام امت بلکہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عوام اور نافہم کہنا نیز مخالفین معنی تفسیر و حدیث واجماع کو اہل فہم بتانا۔

۴- خاتم بمعنی آخر کو اوصاف مدح سے نہ ماننا۔

۵- تاخر زمانی کو ان اوصاف میں داخل کرنا جن کو بزعم (نانوتوی صاحب) نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کاش سنبھلی صاحب تحذیر الناس کے ص ۳ کی اس عبارت کو پیش نظر رکھتے آخر اس وصف میں (یعنی تاخر زمانی) اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے؟ تو ان کو یہ بات ماننی پڑے کہ نانوتوی کے نزدیک تاخر زمانی (بالذات یا بالعرض) کو فضائل میں کچھ دخل نہیں جس کا صاف مطلب وہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں فضائل میں کچھ دخل نہیں اور بالکل فضیلت .... میں کیا فرق ہے؟ پس سنبھلی صاحب کا نانوتوی صاحب کی عبارت سے وہ فرضی مفہوم اصل عبارت کے خلاف تراشنا کہاں کی دیانت داری ہے؟

عبارت تحذیر الناس پر باقی مواخذات ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ۔ والا نعید ھا

تیسری وجہ: مولوی منظور سنبھلی نے اعلیٰ حضرت کے فتوی کے خلاف یہ لکھا ہے کہ تیسری وجہ اور تیسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ تحذیر الناس کے جو فقرے خاں صاحب نے اس موقع پر نقل کیے ہیں ان کا ماسبق اور مالحق حذف کر دیا ہے۔

جواب: سنبھلی صاحب کا یہ خیال خام ہے ہم اس سے پہلے نانوتوی کی ان ہر سہ عبارات کا ماسبق اور مالحق بلفظہ نقل کر کے ثابت کر چکے ہیں کہ ان عبارات کا سیاق و سباق اعلیٰ حضرت کے فتوی کی تائید کرتا ہے سابق اور لاحق کا بیان نانوتوی کو کفر سے نہیں بچاتا جیسا کہ تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

چوتھی وجہ: میں سنبھلی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نانوتوی ختم زمانی کا قائل ہے اور تصانیف نانوتوی صاحب کی دس عبارتیں نہیں پیش کی ہیں جن سے اپنے دعویٰ کی تائید کی ہے سنبھلی اور اس کے ہم مشرب دیوبندیوں سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ اگر کوئی ختم نبوت کا صراحۃً انکار کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ تابعین اور تیرہ سو سال کے اجماعی معنی کو عوام اور نافہموں کا خیال بتائے اور یہ کہے کہ تاخر زمانی کو فضیلت نبی میں کوئی دخل نہیں اور اگر خاتم الانبیاء کا معنی آخر الانبیاء زمانے کے اعتبار سے لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا کلام بے ربط ہو جاتا ہے خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ اہل کمال کی کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

اگر بقول سنبھلی صاحب کی پیش کردہ عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کو مانتے ہیں تو نانوتوی صاحب ص ۳ کی عبارت میں تصریح کر چکے ہیں کہ اگر خاتم کو آخر کے معنی میں لیا جائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا شمار ایسے ویسے لوگوں میں ہوتا ہے (یہ ایسے ویسے کا لفظ اہل فہم کے مقابلے میں استعمال کیا ہے) اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے (ص ۱۴) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (ص ۲۸) اگر ان صریح کفریات کا قائل اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ہزار ہا یہ اعلان بھی کرتا رہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء نہ مانے وہ کافر ہے ملحد ہے بے دین ہے تو کیا اس سخن سازی سے اس کا وہ کفر مٹ جائے گا؟ اس صورت میں تو آپ کسی قادیانی کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے۔ لیجیے میں آپ کے سامنے قادیانیوں کی عبارات پیش کرتا ہوں۔

۱- امکان نبوت بعد از خاتم النبیین ﷺ کو ثابت کرتے ہوئے قادیانی صاحب لکھتے ہیں،

''مولوی قاسم صاحب تحذیر الناس ص ۲۱ پر فرماتے ہیں بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی (مذکورہ بالا عبارت) پھر نتیجہ نکالتے ہیں پس آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کی

شریعت کا کامل ہونا کسی طرح سے بھی ظلی نبوت کے دروازوں کو بند نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس پورے طور پر کھول دیتا ہے" (تبلیغی تریکٹ ختم نبوت مطبوعہ قادیاں ص ۱۵)

۲- اگر یہی معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں نہیں ہیں اور خاتم النبیین کا معنی نبیوں کے ختم کرنے والا ہے تو یہ نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت حضرت سرور کائنات کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ آخری نبی ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں برخلاف اس کے جو معنی ہم نے پیش کئے ہیں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر ثابت ہے (بحث خاتم النبیین ص ۹)

نوٹ: خدارا ضد اور تعصب کو چھوڑ کر دیانت اور انصاف سے غور فرمایا جائے کہ قادیانی صاحب کی ان عبارات اور نانوتوی صاحب کی عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

۳- اسی خاتم النبیین کی بحث میں پھر ص ۱۶ پر قادیانی نے اپنی تائید میں لکھا ہے:

آٹھویں شہادت اس زمانہ کے مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی محدث اعلیٰ مدرسہ دیوبند ضلع سہارنپور اپنی کتاب تحذیر الناس کے متعدد مقامات پر مثلاً ص ۲۸ پر فرماتے ہیں بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی (اجراء نبوت از ملک عبدالرحمن بی بے خادم گجرات مطبوعہ احمدیہ کتب خانہ)

۴- خاتم بفتح تاء کے معنی ختم کرنے والا کرنا عربی زبان سے سخت جہالت کا ثبوت ہے پھر خاتم الشعراء کی مثال دے کر آخر میں لکھا پس اس کے معنی بھی افضل الانبیاء کے ہوئے سنبھلی اور اس کے ہمنوا غور کریں کہ ان کے نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ خاتم بمعنی آخر ماننا جاہلوں کا خیال ہے اور خاتم کا معنی ختم ذاتی ہے یعنی آپ سب سے افضل ہیں کیونکہ بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے فما الفرق بین الدیوبندیہ والقادیانیہ فی ھذا التحریف القرآنی۔

۵- جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ کہ حضرت سرور کائنات فخر دو عالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن مجید آخری اور کامل شریعت ہے اور اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت کی نبوت کا تابع نہ ہو (نبوت کی حقیقت احمدیہ کتب خانہ قادیان ص ۳)

۶- آنجناب سرور کائنات کی ذات کے لئے خاتم النبیین کے یہی معنی و مفہوم شایاں ہیں (نبیوں کی مہر، افضل الانبیاء) اور جو معنی و مفہوم ہمارے مخالف مولوی صاحبان پیش کرتے ہیں وہ آنجناب کے شایان شان نہیں۔

(خاتم النبیین علماء بمبئی کے بالمقابل حکیم خلیل احمد احمدی کی تقریر احمدیہ کتب خانہ قادیان ص ۴)

اب ذرا نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی طرف بھی رجوع فرمائیں لکھتے ہیں شایان شان محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی اب ناظرین با تمکین سے گذارش ہے کہ دیوبندی تو ضد و عناد کی وجہ سے نانوتوی صاحب کی عبارات کفریہ صریح کی غلط تعبیریں کر رہے ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ قادیانی اور دیوبندی تحریر میں کوئی فرق نہیں قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی جو معنی خاتم النبیین یعنی آخری نبی زمانا کرتے ہیں وہ آنجناب کے شایان شان نہیں اور یہی بانی دیوبند نے کہا ہے کہ خاتمیت زمانی نبی کریم ﷺ کے شایان شان نہیں۔

۷- خاتم النبیین کے معنی ختم کمالات۔ ہاں اگر ختم کمالات لیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ اکمل اور اتم طور پر نبوت کی انتہائی نعمت آپ پر ختم ہے تو ہم کہیں گے کہ بیشک اس معنی سے نبوت آپ پر ختم ہے (خاتم النبیین کتب خانہ احمدیہ قادیاں ص ۲، ۷)

۸- خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معانی اگر اس آخری کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بعد کوئی نہیں تو صرف تاخر زمانی میں کوئی خوبی نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شایان شان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اس معنی سے ہیں کہ اب تمام انعامات جس میں نبوت بھی داخل ہے حاصل کرنے کا آخری ذریعہ آنجناب کی ذات بابرکات ہے۔ ملخصا (خاتم النبیین ص ۸، احمدیہ کتب خانہ قادیان)

قادیانی کی یہ تقریر بالکل تحذیر الناس کی ص ۳ کی عبارت کا پرچہ ہے۔

۹- میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے

ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ ترجمہ: (آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰- میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلمہ الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲)

۱۱- ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۴۴)

یہ تینوں عبارات قادیانی مذہب سے منقول ہیں قادیانی مرزا اور اس کے اذناب کی اس قسم کی عبارات بیسیوں پیش کی جا سکتی ہیں جس میں وہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ختم نبوت کے منکر کو کافر بے دین ملحد اور خارج از اسلام ہونا قرار دیتے ہیں مگر اس کے باوجود خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور محمد قاسم نانوتوی کی طرح ختم ذاتی، ختم مراتب اور افضل الانبیاء وغیرہ اس قسم کے خود ساختہ معنی بیان کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا سواد اعظم جو خاتم کا معنی تاخر زمانی بتاتا ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں کوئی کمال نہیں بلکہ یہ معنی شایان شان محمدی نہیں ہیں۔

مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ ان دیوبندیوں ہی نے مرزا قادیانی کے لئے میدان صاف کیا تھا انہوں نے اپنی تمام تر قوت نانوتوی صاحب میں صرف کر دی ہے اور صریح الفاظ میں یہ کہہ

دیا کہ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا اس لئے کہ خاتمیت کا مفہوم ختم زمانی نہیں بلکہ ختم ذاتی اور ختم رتبی ہے اور اس من گھڑت معنی کے متعلق توضیح البیان، عجائب الامداد اور شہاب ثاقب اور فیصلہ کن مناظرہ کے دیوبندی مصنفین نے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ نانوتوی نے یہ معنی کر کے حضور علیہ السلام کی شان کو دو بالا کر دیا ہے یہی کچھ مرزا اور اس کے متبعین کہہ رہے ہیں کہ مرزائیوں کی عبارات مذکورہ سے خوب ظاہر ہو گیا ہے۔

دیوبندی مرزائیوں کے کیوں مخالف ہیں؟:

اب دیوبندی مرزائیوں کے اس لئے مخالف ہیں کہ اجرائے نبوت کے لئے میدان تو انہوں نے صاف کر دیا تھا اور دعویٰ قادیانی نے کر لیا چنانچہ قادیانی بھی اپنے کتب و رسائل میں دیوبندیوں کو نانوتوی صاحب کی ان عبارات سے خاموش کر دیتے ہیں کہ جب نانوتوی صاحب کے نزدیک جس کو تم پیش خویش بہت کچھ مانتے ہو اس کے نزدیک حضور علیہ السلام کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا تو آخر مرزا صاحب نے کیا قصور کیا ہے؟ ہاں تم نے حضور کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن کہا اور مرزا صاحب نے بالفعل نبوت کا دعویٰ کر دیا مگر مرزا صاحب بھی اپنے آپ کو مستقل بالذات اور حقیقی نبی نہیں مانتے بلکہ مجازی، عرضی، بروزی، ظلی نبی ہونے کے دعوے دار ہیں اور مرزا صاحب کی ان دعاوی کی بنیاد زیادہ تر تحذیر الناس[1] ہی پر ہے تحذیر

[1] ۱- جب دیوبندی حضرات مرزا جی کی عقیدہ ختم نبوت پر تکفیر کرتے ہیں تو نانوتوی صاحب کی بھی تکفیر کیوں نہیں کرتے جب کہ عقیدہ مشترک ہے۔ ۲- اگر نانوتوی صاحب نے کفر نہیں کیا تو مرزا صاحب کو دیوبندی حضرات کافر کیوں کہتے ہیں؟ ۳- چونکہ ختم نبوت کے نانوتوی صاحب اور مرزا صاحب ایک جیسے مخالف ہیں اس لئے علمائے اہل سنت دونوں کی تکفیر کرتے ہیں لیکن دیوبندی حضرات مرزا صاحب کی تکفیر کے بارے میں اتفاق کرتے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایک قادیان کا رہنے والا ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات بھی اس کی تکفیر پر متفق لیکن نانوتوی کا باشندہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات کے نزدیک وہ کافر ہونے کی بجائے حجۃ الاسلام قرار پاتا ہے یہ کیا دھرم ہے؟! (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری علیہ الرحمہ)

الناس کی عبارتوں کا جواب مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی نے جو دیا ہے وہ سراسر تحریف ہے اور تاویل القول بمالا یرضی بہ القائل کا مصداق سنبھلی کی اصلی عبارت مع رد بلیغ ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ: اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا مضمون بنالیا ہے ان میں سے پہلا فقرہ ص ۱۴ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی بیان فرمارہے ہیں (ص ۴۷) اس موقع پر پوری عبارت اس طرح تھی۔

''غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے تو میں عرض کر چکا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے''۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۷)

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد نانوتوی صاحب کی طرف سے سنبھلی صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ مولانا کی یہ عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے نہ کہ زمانی کے متعلق اس کے بعد ص ۲۸ کی عبارت اس طرح نقل کی ہے۔

''ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچ مدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی بلکہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا اس عبارت کا بھی سنبھلی صاحب کے نزدیک یہ جواب ہے کہ یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا''۔ (ص ۴۹)

دیوبندی گورکھ دھندا:

منظور سنبھلی دیوبندی فرقہ کا مایہ ناز مناظر اور انشاء پرداز ہے (جس نے یہ کتاب ان

تمام دیوبندی تصنیفات سے اخذ کر کے آخر میں لکھی ہے جو ان عبارات کفریہ کے جواب میں بزعم خود دیوبندی اکابر نے لکھی تھیں اور اس کا نام معرکۃ القلم اور فیصلہ کن ''مناظرہ رکھا) ان عبارات نانوتوی صاحب کا جواب دیتے ہوئے ایسا بوکھلا گیا ہے کہ ایک ہی صفحہ ص ۴۷ میں اوپر جو کچھ شدومد سے لکھا نیچے آکر خود ہی اس پر پانی پھیر دیا لکھتا ہے:

''تحذیر الناس کے ص ۹ پر حضرت مولانا (نانوتوی) ص ۴۶ نے جس (خاتمیت) کو خود مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی اور ختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لے لی جائیں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے اس لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے''۔

اسی صفحہ پر نیچے جا کر ص ۱۴ کی عبارت کے جواب میں لکھتا ہے:

''تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب ان میں پہلا فقرہ ص ۱۴ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں''

''دروغ گورا حافظہ نباشد'' تو مشہور ہی ہے مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ دیوبندیوں کے اس ذمہ دار معتبر وکیل نے کیسی دھاندلی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک صفحہ میں اوپر نانوتوی کا مختار و محقق معنی یہ بیان کرتا ہے کہ خاتمیت جنس ہے اور ختم زمانی و ختم ذاتی اس کی دو نوعیں ہیں اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم میں یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد ہیں اور نیچے ص ۱۴ کی عبارت کی تاویل میں یہ کہتا ہے کہ حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرمارہے ہیں اب دیوبندی ہی اس گورکھ دھندا کو حل کریں کہ مذکورہ بالا تحقیق اور مذکورہ زیریں تحقیق میں کیا جوڑ ہے اگر مذکورہ بالا تحقیق درست ہے تو سنبھلی صاحب نے نیچے غلط لکھا ہے اور اگر نیچے والی تحقیق ٹھیک ہے تو اوپر بالکل خلاف واقعہ بیان دیا ہے کوئی مرد میدان ہے جو اس صریح تضاد بیانی میں تطبیق

دے سکے؟

دیوبندیو!

خدارا! کچھ تو انصاف ودیانت سے کام لو۔ ایسی اکابر پرستی تمہیں سیدھی دوزخ میں لے جائے گی۔ قیامت کے روز یہ مولوی جن کی تم ناجائز حمایت اور طرف داری کر رہے ہو کسی کام نہیں آئیں گے۔ بروز قیامت سید عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آئیں گے جن کی عظمت واحترام کو تم پس پشت ڈال کر اپنے گستاخ اور بے ادب ملاؤں کی صریح کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہو مگر تمہاری اس بیجا حمایت اور طرفداری نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا بلکہ ان دوراز کار اور باطل تاویلات نے ان کو مزید کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا آج بھی اس ناجائز طرف داری سے باز آجاؤ بصدق دل توبہ کرلو اور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے محب اور غلام بن جاؤ بفضلہ تعالی ہم نے حق کو بالکل واضح کر دیا ہے اب تمہاری مرضی ہے کہ نانوتوی محرف قرآن اور منکر ختم نبوت کا دامن ہاتھ میں رکھو یا خاتم النبیین شفیع المذنبین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آجاؤ۔

یہ چند سطور تو پند ونصیحت کے طور استطراد نوکِ قلم پر جاری ہوگئی ہیں اب مجھے ناظرین کرام سے عرض یہ کرنا ہے کہ نانوتوی صاحب کی ص ۱۴ اور ص ۲۸ کی عبارات کو تسلیم کرنے کے بعد نہ تو خاتمیت زمانی باقی رہتی ہے نہ ذاتی سنبھلی اور دوسرے ہم نواؤں کی یہ توجیہ کہ یہاں پر نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی نہیں بلکہ خاتمیت ذاتی مراد لی ہے اگر خاتمیت زمانی مراد ہوتی تو یہ عبارت ضرور کفر ہوتی کیونکہ کوئی ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا اقول جب فرق آتا ہے تو ختم نبوت کا انکار ہوا اور یہ کفر ہے اور مولوی حسین احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا (نانوتوی) صاف طور پر تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور کہے کہ آپ کا زمانہ بس انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے۔

نوٹ: یہ عبارت تحذیر الناس میں ان الفاظ کے ساتھ اول سے آخر تک ہرگز کسی جگہ نہیں ہے خود اپنی طرف سے مصنف شہاب ثاقب نے گھڑ کر نانوتوی صاحب کی طرف منسوب کردی ہے بہر کیف سنبھلی اور ٹانڈوی صاحبان ہر دو کی عبارات سے واضح ہوا کہ خاتمیت زمانی کا انکار کفر ہے اور نانوتوی کو اس کفر صریح سے بچانے کی صورت یہ بتائی ہے کہ:

یوں کہا جائے کہ تحذیر الناس کی ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارتوں میں خاتمیت سے مراد خاتمیت ذاتی ہے زمانی نہیں کیونکہ مولانا کا معنی مختار اور محقق ذاتی ہی ہے جو وہ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

۱۔ ختم زمانی وختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۷)

سنبھلی صاحب نے مذکورہ بالا نسخہ تحذیر الناس ص ۹ کی عبارت سے نکالا ہے نانوتوی صاحب نے لکھا ہے اگر یہاں خاتم مثل رجس جنس عام رکھا جائے تو بدرجہ اولی قابل قبول ہے[1]۔

میں کہتا ہوں کہ نانوتوی کے اس قول مختار ومحقق کو تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ ص ۱۴، ص ۲۸ میں خاتمیت سے مراد اس نے صرف خاتمیت ذاتی لی ہے سراسر باطل ہے کیونکہ اس قول کا مختار تو بقول تمہارے یہ تھا کہ لفظ خاتم سے دونوں نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں اور اب تم صرف ایک نوع مراد لے رہے ہو جب نانوتوی ان عبارات میں صرف خاتمیت ذاتی ہی مراد لیتے ہیں تو ص ۴۲ فیصلہ کن مناظرہ کی وہ تینوں صورتیں بھی غلط ہو جاتی ہیں جن میں تم نے یہ دعوی کیا تھا کہ نانوتوی صاحب کو خاتمیت زمانی اور ذاتی دونوں تسلیم ہیں اور اس کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیۃ کریمہ میں بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہو جائیں۔

اب ان دونوں صورتوں کے ساتھ اپنی اس تاویل فاسد کو ملایئے جو ص ۱۴ اور ص ۲۸ کی عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تم نے بیان کی ہے کہ "یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ

[1] خاتم کو جنس عام ثابت کرنے کیلئے اس رجس نے مثال ہی رجس عام بیان کی ہے کل اناء یترشح بما فیہ۔

کہ زمانی کا" (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۹)

ایضاً رہی ختم زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۹)

بہر تقدیر اس تاویل نے تمہاری وہ دونوں صورتیں باطل کر دیں جن میں تم نے عموم و اطلاق کا قول کیا جب خاتمیت زمانی باقی نہ رہی تو پھر صرف خاتمیت ذاتی پھر جنس عام اور مشترک معنی، عموم مجاز کس طرح صادق آئے گا؟

اب رہ گئی تمہاری تیسری صورت جس سے تم نے بزعم خویش یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم زمانی ختم ذاتی کو لازم ہے اس لئے جب ذاتی پائی جائے گی تو زمانی بھی ضرور پائی جائے گی۔

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے (تحذیر الناس ص ۱۱) سنبھلی صاحب فرماتے ہیں:

"تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ ونقلیہ خاتم زمانی لازم ہے لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیہ کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی" (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۲)

صدر دیوبندیہ مولوی حسین احمد صاحب یوں رقم طراز ہیں،

"تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت مرتبی (ذاتی) ہے اور اس کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔" (شہاب ثاقب ص ۸۲)

نانوتوی صاحب اور ان کے بہی خواہوں کی ان عبارات مذکورۃ الصدر کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے (أقول وبحول اللہ أجول) نانوتوی صاحب کی عبارت ۲۸ میں جب یہ تسلیم کرلیا کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا تو یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد

نبی تجویز کرنے سے خاتمیت محمدی میں تو ضرور بالضرور فرق آجاتا ہے کہ اس صورت میں خاتمیت زمانی بالکل ہاتھ سے جاتی رہتی ہے چنانچہ سنبھلی صاحب بھی مانتے ہیں نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا جب خاتمیت زمانی اس عبارت نانوتوی سے باطل ہوگئی تو خاتمیت ذاتی جس کو نانوتوی اور اس کے پیرو ملزوم مان رہے ہیں وہ بھی باطل ہوگئی کیونکہ بطلان لازم بطلان ملزوم کی دلیل ہے۔ لما لا یخفی علی من لہ ادنی تعلق بالمعقول لازم کے باطل ہونے سے ملزوم کا باطل ہونا اگرچہ مسلمہ کلیہ ہے تاہم اتمام حجت کے لئے ہم ان حضرات کے معتمد علیہ کی شہادت پیش کرتے ہیں حکیم الامۃ الدیوبندیہ جناب اشرفعلی صاحب تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان مع تغیر العنوان کے ص ۱۹ پر لکھتے ہیں:

"اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے الخ"

ع   مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ثابت ہوا کہ بانی دیوبند نانوتوی صاحب کی اس عبارات نے خاتمیت ذاتی اور زمانی ہر دو کا خاتمہ کر دیا ہے خاتمیت ذاتی کا صفایا تو سنبھلی وغیرہ نے خود ہی تسلیم کرلیا اور ذاتی کے انکار سے زمانی کا انکار بھی ان کے مسلمات سے پایا گیا تو اب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بالکل حق ہوا اور دیابنہ کا اعلیٰ حضرت پہ افتراء پردازی اور قطع و برید کا الزام لگانا سراسر باطل ہوگیا یوں دیوبندی تحقیق اور حرف آخر کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوٹ گیا۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تحذیر الناس کی کفریہ عبارت ص ۳ کا جواب مولوی منظور سنبھلی نے یہ دیا ہے کہ:

"خاتم سے ختم زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور عوام کے اس نظریہ سے مولانا کو اختلاف ہے ورنہ خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی مراد لینا خود مولانا مرحوم کا مسلک مختار ہے جیسا پہلے عرض کیا جاچکا ہے" (ص ۵۲ بلفظہ از فیصلہ کن مناظرہ)

میں کہتا ہوں کہ یہ حصر کا دعویٰ سراسر باطل ہے نانوتوی کی عبارت ص ۳ میں کوئی کلمہ حصر کا موجود نہیں اگر کسی دیوبندی میں ہمت ہے تو نانوتوی کی عبارت سے کوئی کلمہ حصر نکال کر دکھائے سنبھلی صاحب نے عبارت ص ۳ یوں نقل کی ہے:

''بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''

سنبھلی صاحب نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیا کہ انہوں نے عبارات کا ماسبق و مالحق نقل نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ خود سنبھلی صاحب سیاق وسباق سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک فرضی مفہوم نکال کر بچارے نانوتوی کے ذمہ مڑھ رہے ہیں اب یہیں دیکھئے مع حصر والی پچر اپنی طرف سے لگالی ہے چنانچہ شروع میں ہم تحذیر الناس کی عبارت کا بیان مع تفصیل لکھ آئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء زمانا کو مصنف تحذیر نہیں مانتا ہے علاوہ ازیں اگر مولوی نانوتوی کا مسلک مختار خاتمیت زمانی اور خاتمیت ذاتی ہے تو اس مسلک مختار کے بالکل برخلاف ص ۱۴، ص ۲۸ کی عبارتوں میں سنبھلی صاحب نے خاتمیت سے مراد صرف خاتمیت ذاتی کیوں لی ہے ہاں جناب اس مسلک مختار کے مطابق اس عبارت کا کیا معنی ہوگا۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا یعنی معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی تجویز کرلیا جائے تو حضور کی خاتمیت زمانی اور ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں بلکہ علماء راسخین میں سے بھی کسی نے ختم (زمانی میں) حصر کی تصریح نہیں فرمائی اور اگر علماء سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر

کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں جو کہ مولانا مرحوم کا خیال بتاتے ہیں بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بالنظر الی تاویلات الملاحدہ ہے (فیصلہ کن مناظرہ)

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور تمام علماء امت نے خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء زمانا ہی کیا ہے یہ دوسرا معنی آپ کے کودک نادان کی اپنی ایجاد ہے ورنہ دیوبندی بتائیں کہ نانوتوی صاحب سے پہلے یہ معنی کس نے کئے ہیں تحذیر الناس میں خود نانوتوی صاحب کو تسلیم ہے اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں (حضور علیہ السلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مفسرین سابقین) کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا فرق آگیا اور کسی طفل نادان (نانوتوی) نے کوئی ٹھکانے کی بات کردی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔

گاہ باشد کہ کودک نادان
از غلط برہدف زند تیرے

ہاں نانوتوی صاحب نے جو من گھڑت معنی بیان کئے ہیں بالکل اسی کے مطابق مرزا قادیانی اور اس کے اتباع نے لکھا ہے نانوتوی اور قادیانی صاحبان سے قبل ذاتی، عرضی، اصلی اور ظلی کے الفاظ سے نبوت کی تقسیم کسی نے نہیں کی۔

قولہ: علمائے راسخین میں سے کسی نے حصر کی تصریح نہیں کی۔

اقول: جب حضور علیہ السلام وصحابہ کی تفسیر کو تم نہیں مانتے پھر اس کے بعد والے علمائے راسخین کو کیا مانو گے لیکن کم از کم یہ تو خیال رکھنا تھا کہ تمہارے اپنے اکابر نے بھی حصر کی تصریح کی ہے جن کے راسخین فی الوہابیہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیجئے اپنے شیخ العرب والعجم ہی کی تصریح ملاحظہ کیجئے:

حضرت مولانا (نانوتوی) کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ اس بارے میں ہے کہ اس آیت میں کون سے معنی لینے چاہئیں اور کون سے معنی اعلیٰ اور احسن (شہاب ثاقب ص ۸۴، ص ۸۵)

اب بتایئے کہ نانوتوی صاحب کا نزاع عام مفسرین سے کیا ہے اس میں تسلیم نہیں کہ عام مفسرین تو یہی مانتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مفہوم زمانے کے اعتبار سے حضور علیہ السلام کا آخر

لأ نبیاء ہونا ہے اور اسی کو نانوتوی عوام کا خیال بتاتے ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی مفتی شفیع کی زبانی:

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی لکھتے ہیں "ان اللغة العربیة حاکمته بان معنی خاتم النبیین فی الأیة هو آخر النبیین لاغیر" (ہدیۃ المہدیین ص ۲۱) بے شک لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں نہ کچھ اور یہی مفتی صاحب تفسیر روح المعانی سے اس معنی پر اجماع امت نقل کرتے ہیں۔

"اجمعت علیه الأمة فیکفر مدعی خلافه" (ہدیۃ المہدیین ص ۳۵) امت نے خاتم کے یہی معنی ہونے پر اجماع کیا ہے تو اس کے خلاف کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔

یہی مفتی صاحب ختم النبوۃ فی الآثار مطبوعہ دیوبند ص ۸ پر تصریح کرتے ہیں آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہر الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

دیوبندی علامہ انور شاہ کشمیری خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والظهر الختم الزمانی ولا یجوز ترکه فان مراد الأئیته بحسب اللغة العربیت انه انتفت ابوته لاحد من رجالکم وحلت محلها نبوته وختمهافکما ان الا بوة (لاحد من رجالکم وحلت محلها نبوته وختمها فکما ان الا بوة) انتفت رأسا فکذا النبوة بعده واما الختم بمعنی انتهاء ما بالعرض الی ما بالذات فلا یجوز ان یکون ظهر هذه الائیة لان هذا المعنی لا یعرفه الا اهل المعقول والفلسفته والتنزیل نازل متفاهم لغته العرب لا علی الذهنیات

المخرجته (عقیدۃ الاسلام ص ۲۰۶)

یعنی آیت کا ظہر ختم زمانی ہے اور اس کا ترک جائز نہیں اس لئے کہ لغت عربی کے اعتبار سے آیت سے مراد یہ ہے کہ تمہارے مردوں میں سے ہر ایک کے لئے ابوت منتفی ہے اور اس کی جگہ ختم نبوت نے لے لی ہے پس جس طرح ابوت بالکلیہ منتفی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے بعد ختم نبوت بھی بالکلیہ منتفی ہے لیکن ختم کا یہ معنی کہ ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے (جیسا کہ نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں کیا ہے) پس نہیں جائز ہے کہ یہ آیت کا ظہر ہو۔ اس لئے کہ یہ معنی صرف اہل معقول اور فلسفہ کے ہاں ہی معروف ہے اور قرآن لغت عرب کے متفاہم پر اترا ہے نہ کہ ذہنیات مخرجہ پر"

یہی انور شاہ کشمیری اسی کتاب کے ص ۲۰۷ پر لکھتے ہیں

ان الامة اجمعت علی الختم الزمانی والخاتمیت الحقیقة فالقرآن لقطعیت الثبوت والإجماع القطعیت الدلالت ومثل هذا الإجماع یکفر مخالفه ختم زمانی اور خاتمیت[1] حقیقیہ پر امت کا اجماع ہے پس قرآن سے اس کے قطعی الثبوت ہونے کی وجہ سے اور اجماع سے اس کے قطعی الدلالۃ ہونے کی وجہ سے اور ایسے اجماع کا مخالف کافر ہوتا ہے۔

یہی دیوبندی فاضل اپنے رسالہ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں:

"وارادہ ما بالذات و ما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و حوار عرب و نہ نظم رائج گونہ ایما و دلالت بر آن" (خاتم النبیین ص ۳۸) اور ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ

[1] نانوتوی صاحب لکھتے ہیں غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے بے مضاف الیہ متحقق نہیں ہو سکتا سو جس قدر اس کے مضاف الیہ ہوں گے اسی قدر خاتمیت کو افزائش ہوگی (تحذیر الناس ص ۲۳) اس لئے حضور کے بعد بھی نبی آنے کی تجویز کرتے ہیں اور یہ زعم کیا ہے کہ صرف انبیاء گذشتہ کے اعتبار سے ہی حضور علیہ السلام خاتم نہیں بلکہ بعد میں آنے والوں کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں اور یہ گمان کیا ہے کہ اس معنی سے حضور کی شان دوبالا ہو جاتی ہے اور یہی مرزا صاحب کہتے ہیں۔ فما الفرق بینه وبین القادیانی۔

عرف فلسفہ ہے نہ عرف قرآن مجید اور محاورہ عرب اور نظم قرآن کی (نانوتوی کے اس من گھڑت معنی پر) نہ اس پر دلالت ہے نہ ایماء''۔

یہ ہے دیوبندیوں کے فاضل محقق کی تحقیق جس نے نانوتوی سنبھلی ناندوی درجھنگی اور کاکوروی کی تمام تاویلات پر پانی پھیر دیا ہے اور لیجئے خاتم کے عام ماننے کے بعد صرف خاتم ذاتی پر اس کو محمول کرنا اصول فقہ کی رو سے بھی درست نہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثانی لکھتے ہیں،

"العام عندنا لا يحمل على الخاص" عام ہمارے نزدیک خاص پر محمول نہیں ہوسکتا ہے۔ (فتح الملہم ج ۲،ص ۱۹)

دیوبندیوں کے معروف درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں،

''لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوں گے'' (مسک الختام ص ۵)

یہ صرف کلمہ حصر کا ہے یا نہیں۔

ایضاً ''خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے یعنی آخر النبیین تمام آئمہ امت اور علمائے عربیت اور تمام علماء شریعت عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا۔'' (مسک الختام ص ۲۰)

ایضاً ''خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں جس نبی پر یہ کتاب اُتری ہے اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ '' (مسک الختام ص ۲۵)

خاتمیت زمانی کے ماننے والے بفضلہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت ہیں اور اس میں تاویل

وتحریف کرنے والے نانوتوی وقادیانی اور اس کے اتباع ہیں۔

سنبھلی صاحب نے پہلے تو سرے سے ختم زمانی میں حصر سے انکار کیا پھر آخر میں یہ پچر لگائی اور اگر علمائے سلف میں کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے "بالنظر الى تاويلات الملاحده" (ملخصاً فیصلہ کن مناظرہ ص ۵۲)

خوب کہی جناب وہ ملاحدہ نانوتوی اور اس کے حمایتی ہی ہیں جنہوں نے معنی خاتمیت زمانی میں فاسد تاویلیں کی ہیں اور قادیانی کے لئے میدان صاف کردیا تھا ورنہ عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔

جیسا کہ آپ کے ناندوی صاحب فرماتے ہیں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۸۴)

سوال: صاحب تحذیر الناس نے خاتمیت محمدیہ کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ اس کی ص ۱۴،ص ۲۸ کی دونوں عبارتوں کے شروع میں لفظ بالفرض موجود ہے اور مراد اس فرض سے فرض محال ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے ﴿ان كان للرحمن ولد فانا اول العابدين﴾ اگر (بالفرض) رحمٰن کی اولاد ہوتی تو میں پہلے عبادت کرنے والوں سے ہوتا ایسے ہی ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ اگر زمین و آسمان میں متعدد الہ ہوتے تو وہ دونوں فاسد ہوجاتے (ای خرجتا من النظام) یہ دیابنہ اور ان کے ہم نواؤں کا زعم خویش مایہ ناز استدلال ہے مگر سنبھلی صاحب نے باقی تحریفات کی طرح اس پر اتنا زور نہیں دیا صرف فیصلہ کن مناظرہ ص ۲۸ ص ۱۴ کی یہ عبارت نقل کر کے بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے نیچے حاشیہ پر ص ۱۴، ۲۸ کی ہر دو عبارات کے بالفرض پر یہ حاشیہ لکھا ص ۱،۲ یہ بالفرض کا لفظ بھی قابل لحاظ ہے مگر اس پر کوئی مزید تبصرہ نہیں کہ اس قابل لحاظ سے وہ کون سا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جواب: **اولاً** یہ بالفرض فرض محال کے لئے نہیں ہے کیونکہ سنبھلی وغیرہ نے ان عبارات کی تاویل کی ہے یہاں پر خاتمیت ذاتی مراد ہے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جب خاتمیت

سے مراد ذاتی ہے تو پھر یہ فرض محال کیسے ہوا اگر اس فرض کا وقوع بھی ہو جائے تو نانوتوی کی اس مزعومہ خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے فرق تو خاتمیت زمانی میں آتا ہے جو تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔

ثانیا: نانوتوی صاحب نے ص ۱۴ کی عبارت کے منہیہ میں اور سنبھلی صاحب نے بھی ص ۴۹ میں لکھا ہے کہ "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا" نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بالفرض دونوں عبارتوں میں ایک جیسا ہے اب نانوتوی کی تحذیر الناس سے میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کے نزدیک یہ فرض محال نہیں بلکہ اس کا وقوع بھی مانا جائے تو اس محرف قرآن کے نزدیک حضور علیہ السلام کی شان بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ تو ہفت خاتم کا قائل ہے[1] ایک طبقہ کا حضور کو خاتم ماننے سے حضور کی شان کے ۶/۷ حصے کم ہو جاتے ہیں چنانچہ لکھتا ہے "در صورت انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک ہی حصہ باقی رہ جاتا ہے (تحذیر ص ۲۵) اور اسی تحذیر کے ص ۳۵ پر لکھا ہے بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہیں انبیاء سابق کے بالمقابل یہ انبیاء ماتحت کون ہوئے رہا جن کے آنے کو حضور کے زمانے میں اور بعد ص ۱۴، ص ۲۸ میں جائز قرار دیا ہے ان کی زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو تحذیر الناس ص ۲۵ کا مطالعہ کیجئے۔

نانوتوی صاحب کے نزدیک انبیاءِ ماتحت والا قول اہل فہم کا ہے اور انبیاءِ ماتحت نہ ماننے والوں کو بدفہم اور خاتم لأنبیاء ماننے والوں کو جاہل ٹھہرا دیا ثالثاً اگر اس بالفرض کو فرض محال سے بھی تعبیر کیا جائے تو ہمارا کلام بالفرض پر تو نہیں بلکہ اس عبارت پر ہے کہ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا ہمارے نزدیک اس فرض کے باوجود بھی خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔

[1] بلکہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح زمینیں تسلیم کر لیں (تحذیر ص ۲۵) اور ان سب کا ایک خاتم ہو تو بھی نانوتوی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہوگی۔

مندرجہ ذیل تینوں فقرے پڑھ کر قارئین کرام فیصلہ خود فرمائیں۔

۱...... اگر بالفرض دو خدا بھی مان لئے جائیں تو توحید خداوندی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ دیوبندیو، بتاؤ! کیا توحید میں فرق آئے گا یا نہیں؟

۲...... اگر بالفرض ختم نبوت کے منکرین کے سرتن جدا کر دیے جائیں تو ان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا، کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند! فرق آئے گا یا نہیں؟

۳...... اگر بالفرض کوئی گستاخ رسول نام نہاد حنفی حقیقتاً وہابی دیوبندی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو پھر بھی اس کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

نانوتوی صاحب کی بیجا حمایت کرنے والے اب بتائیں کہ بالفرض تین طلاقیں دینے کے بعد نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں آئے گا؟

تو جناب والا ہمارا اعتراض بالخصوص اس جملہ پر ہے فرق نہیں آئے گا اور بالکل بعینہ اسی طرح دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام بانی دیوبند محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی لکھا ہے،

"اگر بالفرض بعد زمانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔" (تحذیر الناس ص ۲۸)

ہماری پیش کردہ مثالوں میں لفظ بالفرض موجود ہے فرض محال ماننے کی صورت میں وہ قابل اعتراض نہیں ہے بلکہ قابل مواخذہ یہ لفظ ہیں کچھ فرق نہیں آئے گا جملہ اہل اسلام کہتے کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا کیونکہ اس صورت میں حضور زمانے کے اعتبار سے آخری نبی نہیں رہیں گے حالانکہ حضور کی خاتمی زمانی قرآن کریم احادیث متواترہ اور قطعی اجماع امت سے ثابت ہے کمامر سابقہ اور نانوتوی صاحب چونکہ اس ختم زمانی کو جہال کا خیال بتاتے ہیں اس میں کوئی فضیلت نہیں مانتے اسے اوصاف مدح میں شمار نہیں کرتے آیت خاتم النبیین سے ختم زمانی ثابت کی جائے تو قرآن کریم کو بے ربط بتاتے ہیں اور خاتم کا ایک جدا معنی کتاب وسنت واجماع امت سب کے خلاف گھڑتے ہیں اس لئے یہ لکھتے ہیں کہ حضور کے بعد نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا ناظرین کرام ہم سے

بفضلہ تعالیٰ دیابنہ کی تاویلات فاسدہ کا رد بلیغ کر دیا ہے اہل انصاف اس سے اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ کا فتویٰ بالکل برحق ہے اب بھی اگر کوئی شخص عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اعلیٰ حضرت پر طعن و تشنیع کرے تو اس کی مرضی ہے مگر یہ یاد رکھے!

فسوف تری اذا انکشف الغبار

افرس تحت رجلك ام حمار

سوالات از وقعات السنان:

سوال اول: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص او رمسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے صرف یہ لفظ ضروریات سے ہے معنی کچھ گڑھ لیجئے یا ان کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں؟

سوال دوم: جو معنی کہ ایک شخص تیرہ سو برس کے بعد تراشے اور ان کے ایجاد کنندہ ہونے کا خود بھی مقر اور وہ مقر نہ ہوتا تو سلف صالحین سے آج تک کسی سے ان کا منقول نہ ہونا خود ان کے حدیث پر شاہد عدل ہو، کیا وہ ضروریاتِ دین سے ٹھہریں گے یا وہ معنی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین آئمہ دین سے متواتر اور عام مسلمانوں میں دائرو سائر ہیں وہ ضرورت دین سے ہوں گے ضروریات دین کے کیا معنی ہیں؟

سوال سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و آئمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے کہ حضور نبی بالذات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض ہیں اور بالعرض کا قصہ بالذات ختم ہو جاتا ہے معنی خاتم النبیین اگر بتائے ہوں تو ثبوت دیجئے نہ بتائے ہوں تو اقرار کیجئے کہ واقعی یہ حدث محدث ہے اور ضروریات دین سے وہی معنی اول ہیں؟

سوال چھارم: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و آئمہ دین بتاتے آئے ان کو خیال عوام کہنے والا ضروریات دین کا منکر ہوا یا نہیں اس نے صحابہ و آئمہ حتی کہ خود رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نافہم ٹھہرایا یا نہیں ایسا ٹھہرانے والا کافر ہو یا مسلمان سنی ہو یا بد دین بندہ شیطان؟

سوال پنجم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و آئمہ سے متواتر اور مسلمانوں میں ضروری دینی ہو کر دائر و سائر ہیں وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ انور میں یا حضور کے بعد کسی نبوت ملنے کے منافی ہیں یا نہیں اگر نہیں تو صاف کہہ دیجئے کہ حضور کے بعد کتنے ہی جدید نبی ہوں معنی آیت و احادیث کے کچھ خلاف نہیں اور اگر ہیں تو زمانہ اقدس میں یا حضور کے بعد دوسرا نبی تجویز کرنا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف اور اس میں ضرور خلل انداز اور جو اس کا منکر ہوا وہ ضروریات دین کا منکر ہو کر کافر ہوا یا نہیں؟

سوال ششم: ختم زمانی کا انکار کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو اسی وجہ سے کہ وہ ختم نبوت کی آیت و احادیث کے اس معنی متواتر ضروری دینی کے خلاف ہے یا کسی اور من گڑھت وجہ سے در تقدیر ثانی وہ وجہ بتائیے قرآن و حدیث و کلام آئمہ سے اس کا ثبوت دیجئے بر تقدیر اول جو اس معنی کو خیال عوام بتا چکا اور خود وہ معنی گڑھے کہ نبی جدید پیدا ہونا منافی ختم نبوت تر ہے تو کس منھ سے ختم زمانی کے منکر کو کافر کہہ سکتا ہے اس کی دلیل مثبت کفر پیدا کیجئے؟

سوال ھفتم: جب کہ اس کے معنی پر نبوت جدیدہ منافی ختم نبوت نہیں تو ختم زمانی وہ کہاں سے ثابت کرے گا کیا اس کا ختم نبوت سے جس کے وہ معنی اس نے خیال جہاں ٹھہرا دیئے یا تو باطل ہے اور دوسری کوئی دلیل نہیں تو وہ خود بھی ختم زمانی کا حقیقتاً منکر ہوا یا نہیں اور اس کے منکر کو کافر کہہ کر خود اپنے کفر کا مقر ہوا یا نہیں کیا اپنے کفر کا اقرار کافر کو کفر سے بچا لیتا ہے؟

سوال ھشتم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جدیدہ کا صرف وقوع ماننا کفر ہے اس کی تجویز کفر نہیں یا تجویز بھی کفر ہے بر تقدیر اول آئمہ کرام کے کلام سے ثبوت دیجئے بر تقدیر ثانی تجویز کفر ہے تو اس لئے کہ منافی ختم نبوت ہے یا اور کسی وجہ سے ہے بر تقدیر ثانی اس وجہ کا بیان و ثبوت اور بر تقدیر اول جو قائل وقوع کو کافر کہے اور آپ تجویز نبوت جدیدہ کو خلاف ختم نبوت نجانے وہ کافر ہو گا یا نہیں اگر دو مسئلہ ہوں جن میں ہر ایک کا انکار کفر ہو زید ان میں سے ایک کے منکر کو کافر

کہے اور دوسرے کا خود منکر ہو اس کا پہلے کے منکر کو کافر کہنا دوسرے کے انکار سے خود کافر ہونے کے کیا منافی ہوسکتا ہے؟

سوال نهم: اللہ عزوجل کے ماننے والو اللہ انصاف، اللہ انصاف، اللہ انصاف، ایک ولید پلید کا عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہو کہ اللہ اکیلا ہے تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن ہوا کہ تعدد یا توحد وجود میں بالذات کچھ فضیلت نہیں عرش بھی ایک ہی ہے اور سب میں نیچے کی زمین بھی ایک ہی ہے اور آدم بھی ایک ہی ہے ابلیس بھی ایک ہی ہے پھر مقام حمد میں لا الٰہ الا اللہ فرمایا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف حمد میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام حمد قرار نہ دیجئے تو البتہ توحید باعتبار تنہائی وجود صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی بلکہ بنائے توحید اور بات پر ہے جس سے تنہائی وجود خود بخود لازم آجاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات کے آگے ختم ہوجاتا ہے اصل کے آگے ظل کو کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا ہے خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہو تو یہی ہے یعنی ممکنات کے وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں سوا اسی طور خدا کی توحید کو تصور فرمائیے یعنی وہ موصوف بوصف الوہیت بالذات ہے اور سوا اس کے اور ہوں تو موصوف بالعرض ہوں گے اوروں کی الوہیت اس کا فیض ہوگی پھر اس کی الوہیت کسی نہیں توحید بمعنی معروض کو تنہائی وجود لازم ہے اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس توحید کو کوئی اور مرتبے سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کی توحید مراد ہوگی پر ایک مراد ہو تو شایان شان الٰہی توحید مرتبی ہو نہ کوئی اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انکار ہی نہ کرسکے وہ یہ کہ توحید و تعدد یا عددی ہوگا یا وجودی یا مرتبی یہ تین نوعیں ہیں باقی مفہوم توحد و تعدد ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ معانی عین ان تینوں میں بون بعید نہیں جو لفظ توحید کو مشترک کہے جنس نہ کہے سو لفظ وجود کی جا پر اگر موصوف توحد بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جائے تو بہتر ہو سو اگر اطلاق و عموم ہو تب تو ثبوت توحید وجود بے ظاہر ہو ورنہ تسلیم لزوم توحد کوئی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات قرآن و حدیث اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ

گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکورہ توحید کوئی بسند متواتر منقول نہ ہوں جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہا جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا غرض توحید اگر بایں معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ ازل بھی کوئی خدا پیدا ہو تو پھر بھی توحید الٰہی میں کچھ فرق نہ آئے گا (انتہی)

ولید پلید کا کلام ختم ہوا اب استفتاء ہے کہ ولید جو ازل میں یا بعد ازل بھی اور خدا پیدا ہونے کو توحید الٰہی کے کچھ منافی نہیں جانتا کافر ہوا یا نہیں اور اس کا وہ ادعائے ریائی کہ توحید وجودی بھی متواتر اور اس کا منکر کافر ہے اس کفر سے اسے کیا بچائے گا ہاں اس نے زبانی کہا کہ جو دوسرا خدا مانے کافر ہے اس سے اتنا سمجھا گیا کہ وہ دو خدا موجود نہیں مانتا مگر اس کی تجویز تو کرتا ہے اور دوسرا خدا پیدا ہونے کو توحید الٰہی کے کچھ منافی نہیں جانتا یہ کیا کفر نہیں تو اس کی اگلی تکفیر خود اس کے اس پچھلے کفر کو کیا اٹھائے گی نہیں نہیں وہ ضرور قطعاً یقیناً کافر ہوگا اور شیاطین اس کی بگڑی بنانے کو اس کے سر پر جو تاویل کا ٹوکرا دھرتے ہیں اسے تو کفر سے بچا نہیں سکتے خود اس کے ساتھ کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں کہیے یہ حق ہے یا نہیں ہے تو قبول دو نہیں تو وجہ مدلل بیان کرو۔

سوال دهم: کیا ہر ممکن ذاتی جائز الوقوع ہوتا ہے آپ لوگ جو معاذ اللہ کذب باری کو ممکن ذاتی کہتے اور بخوف مسلمانان اس کے تجویز کرنے والے کو کافر کہتے ہیں اگرچہ قطعاً تجویز بلکہ وقوع کے قائل ہو جیسا کہ کتاب مستطاب سبحان السبوح سے ثابت ہے تو امکان و تجویز کا فرق خود بھی جانتے ہو پھر معتمد المستند شریف ص ۱۰۹ کی عبارت کریمہ کا خباثات تحذیر الناس سے فرق پوچھنا کمال وقاحت و بے شرمی ہے یا نہیں معتمد المستند شریف تو بحمد اللہ تعالیٰ ایک امام معتمد کی تصنیف ہے آج تک کسی جاہل سے جاہل مسلمان نے بھی تحذیر الناس کی سی یہ خباثتیں بکی ہیں کہ ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں اس کا مراد لینا کلام اللہ کو مہمل کر دینا ہے ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اور نبی بالعرض ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی جدید کی تجویز کچھ مخل خاتمیت نہیں کہاں تو یہ کھلے کفر اور کہاں وہ صریح حق کہ نبوت جدیدہ ممکن الوقوع نہیں جو اسے ممکن الوقوع کہے کافر ہے

مجرد امکان ذاتی ہے وہ بھی تعدد خاتم نہیں وہ خاتم النبیین ہونا محال بالذات ہے جو معتمد المستند کے ارشادات عالیہ ہیں یہاں فرق نہ سمجھنا تو اس سے بھی بدتر ہو جو حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے فرمایا کہ:

انچہ انساں میکند بوزینہ ہم	آں کند مرد بیند دم بدم
او گماں بردہ کہ من کردم چواو	فرق را کے بیند آں استیزہ جو

وہاں نقالی تو تھی اسے تو اتنی بھی نصیب نہیں اور فرق کی طلب۔

سوالات از مؤلف:

سوال: کیا تحذیر الناس کی برسہ عبارات حضرات ص۴، ۱۴، ۲۸ چاہے ان کو الگ الگ پڑھا جائے یا تینوں کو جوڑ کر پڑھا جائے مستقل کفر اور اسلام کے اصولی عقیدوں کے خلاف نہیں؟

اس کے باوجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اتہام کہ انہوں نے حسام الحرمین میں قطع برید کر کے تین مختلف جگہوں سے عبارات لے کر جوڑی ہیں (تب یہ کفریہ عبارت بن سکتی ہے) سراپا غلط نہیں ہے؟

سوال: کیا قرون ثلاثہ میں نبوت بالذات اور بالعرض اور ختم زمانی اور ذاتی کی تقسیم کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟ اگر نہیں ملتا ہے تو کیا یہ احداث فی الدین نہیں ہے؟

سوال: کیا نفس نبوت میں تفضیل جائز ہے تو ثبوت پیش کیجئے ورنہ نبوت بالذات اور نبوت بالعرض کا کیا مفہوم ہے یہ یاد رہے کہ قرآن کریم منہم لغت عرب میں نازل ہوا ہے موضوعہ اور مضوعہ معقولی توجیہات سے اس کی تفسیر جائز نہیں کما مضیٰ فی التنویر بحوالہ علامہ انور شاہ کشمیری

سوال: کیا قرآن کی تفسیر بالرائے جائز ہے کیا تمام متقدمین اور متاخیری علماء کی تفسیر کے خلاف خاتم النبیین کی تفسیر اپنی رائے سے نانوتوی صاحب نے بیان کر کے تفسیر بالرائے کا ارتکاب نہیں کیا ہے؟

سوال: کیا اگر کوئی شخص صریح کلمہ کفر کہے اور اس سے توبہ نہ کرے جیسا کہ نانوتوی صاحب نے

تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار کیا ہے اگرچہ مناظرہ عجیبہ میں کہا ہے کہ میں ختم زمانی کو مانتا ہوں تو یہ کہنا سابقہ کلمات کفر سے توبہ سمجھا جائے گا؟

فائدہ: ہم نے اختصار کی وجہ سے اثر ابن عباس کے بارے میں معلومات درج نہیں کئے اس بارے میں جو شخص تفصیلات جاننا چاہے وہ القول الفصیح اور التبشیر کی طرف رجوع کرے تحذیر الناس کا اول رد علامہ حافظ بخش صاحب ساکن آنولہ یوپی نے بڑا شدومد سے کیا جس کا نام تنبیہ الجہال ہے فقیر نے وہ رسالہ ناظم آباد کراچی میں جناب ایوب قادری مرحوم اور سیدی و مرشدی مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہوری قدس سرہ کے ذاتی کتب خانہ میں دیکھا ہے۔

تحذیر الناس کے متعلق ایک اہم فتویٰ

بعض دیوبندی ناشران عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف تحذیر الناس کی تکفیر نہیں کرتے ہیں اس لئے اس بارے میں حضرت والا کا ایک تفصیلی مکتوب شائع کیا جارہا ہے اصل مکتوب مولانا حافظ نعمت علی سیالوی مالک مکتبہ فریدیہ ساہیوال کے پاس ہے۔

ازقلم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوٰة على من لا نبى بعده وعلى آله وأصحابه

وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين

اما بعد

کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ انبیاء کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مستفیض ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتویٰ کفر لگایا جا سکتا ہے یا نہ؟ جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہل سنت نے فقیر کے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا۔

رسالہ مذکور کی تمہید ہی مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے:

۱- خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر ہے حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے اس پر اجماع صحابہ اور ومن بعد هم الى يومنا ہذا متواتر متوارث یہی معنی کیا جا رہا ہے۔

۲- رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ماقبل لکن و مابعد لکن مستدرک منہ و مستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا۔

۳- رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنی کرنے سے کلام الٰہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا پڑے گا یعنی لکن زاید حرف ماننا پڑے گا۔

۴- کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ عام

انسانوں کے عام حالات ذکر کرنے میں اور یہ معنی لینے میں کوئی حرج نہیں وغير ذالك من التهافة الفضيلة الجدوى۔

اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعیہ میں اس فرضی استفتاء میں فرق کی بناء پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے۔

۱- تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تاکہ دو معانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جا سکے بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے لئے الفاظ لائے گئے ہیں لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے اور فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور ثابت ہے

۲- مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ماقبل لکن و بعد لکن میں تناسب کی نفی بیٹھ گئی ہے اگر اپنے کئے ہوئے معنی پر نظر ڈالتا تو اس صورت میں بھی اس کو یونہی نظر آتا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے فیض رساں ہیں اب بتایئے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق لکن نے کیا کیا؟ اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی۔

۳- اور معنی کے اعتبار سے بھی حرف لکن زائد ثابت نہ ہو تو کیا ہوا واؤ عاطفہ یہ کام نہ کر سکتی تھی؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی؟ اس کودک نادان کو سمجھ ہوتی تو معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات اس موصوف بالذات کے لئے اظہر من الشمس اور ابین من الامس موجود ہے احادیث صحیحہ کے انکار کی بھی معذرت پیش نہ آتی۔

۴- شذوذ عن الجماعۃ بھی نہ کرنا پڑتا غور فرمایئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم یہ مت خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت و رافت و رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ الناس کے لئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باپ سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے جو ہمیشہ کے لئے تمہیں

نصیب رہے گی وہ تو ﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں اب بتایئے موصوف بالذات مقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ؟ اور مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ؟ اور مستدرک منہ اور زوائد خارج ہوا یا نہ؟

مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ اور نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ وہ شاذ عن الجماعۃ و فارق اجماع ثابت ہوا۔

لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کے لئے والحق ما قد قيل في حقه من قبل العلماء الأعلام۔

فقیر محمد قمر الدین السیالوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف
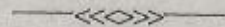
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بناء پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے، عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان، ص ۶-۷، مطبوعہ لاہور)